Postal Reg.No:PB/1023/2001

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم   نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

جلد 50   وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ   شمارہ: 39

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

9 رجب 1422 ہجری 27 تبوک 1380 ہش 27 ستمبر 2001ء

اخبار احمدیہ

لندن 22 ستمبر (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹر نیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

حضور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور سابقہ مضمون کو جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی صفات کی قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات سے بصیرت افروز تفسیر بیان فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی کامل شفایابی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

خود نیک بنو اور اپنی اولاد کیلئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ

ارشاد باری تعالیٰ

والذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما۔

(الفرقان: آیت ۷۵)

ترجمہ:- اور وہ لوگ بھی (رحمٰن کے بندے ہیں) جو یہ کہتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اکرموا اولادکم واحسنوا ادبہم۔ (ابن ماجہ)

ترجمہ:- اپنی اولاد کی عزت کرو اور ان کی بہترین تربیت کرو۔

فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خود نیک بنو اور اپنی اولاد کیلئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ۔ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کیلئے سعی اور دعا کرو۔ جس قدر کوشش تم ان کیلئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو.... وہ کام کرو جو اولاد کیلئے بہترین نمونہ اور سبق ہو۔ اور اس کیلئے ضروری ہے کہ سب سے اول خود اپنی اصلاح کرو۔ اگر تم اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار بن جاؤ گے اور خدا تعالیٰ کو راضی کر لوگے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرے گا"۔ (الحکم ۱۰ر نومبر ۱۹۰۵ء) پس جب تک اولاد کی خواہش اس غرض کیلئے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے بالکل فضول بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے اور باقیات الصالحات کی بجائے اس کا نام باقیات السیئات رکھنا جائز ہوگا۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں صالح اور خدا ترس اور خادم دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہوگا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے۔ اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے۔ اور منہ سے کہتا ہے کہ میں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اس دعویٰ میں کذاب ہے۔ صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے۔ اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بنادے تب اس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہوگی۔ اور ایسی اولاد حقیقت میں اس قابل ہوگی کہ اس کو باقیات الصالحات کا مصداق کہیں۔ اگر یہ خواہش صرف اس لئے ہو کہ ہمارا نام باقی رہے اور وہ ہمارے املاک و اسباب کی وارث ہو یا وہ بڑی نامور اور مشہور ہو اس قسم کی خواہش میرے نزدیک شرک ہے"۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۰۰)

بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اولاد کے متعلق کچھ مال چھوڑنا چاہئے۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ مال چھوڑنے کا تو ان کو خیال آتا ہے مگر یہ خیال ان کو نہیں آتا کہ اس کا فکر کریں کہ اولاد صالح ہو طالح نہ ہو۔ مگر یہ وہم بھی نہیں آتا اور نہ اس کی پرواہ کی جاتی ہے۔ بعض اوقات ایسے لوگ اولاد کیلئے مال جمع کرتے ہیں اور اولاد کی صلاحیت کی فکر اور پرواہ نہیں کرتے۔ وہ اپنی زندگی میں ہی اولاد کے ہاتھوں سے نالاں ہوتے ہیں۔ اور اس کی بداطواریوں سے مشکلات میں پڑ جاتے ہیں۔ اور وہ مال جو انہوں نے خدا جانے کن کن حیلوں اور طریقوں سے جمع کیا تھا آخر بدکاری اور شراب خوری میں صرف ہوتا ہے۔ اور وہ اولاد ایسے ماں باپ کیلئے شرارت اور بدمعاشی کی وارث ہوتی ہے"۔

(الحکم ۱۰ر نومبر ۱۹۰۵ء)

حضرت داؤد علیہ السلام کا قول ہے کہ میں بچہ تھا جوان ہوا اور اب بوڑھا ہو گیا۔ میں نے متقی کو کبھی ایسی حالت میں نہیں دیکھا کہ اسے رزق کی مار ہو۔ اور نہ اس کی اولاد کو ٹکڑے مانگتے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ تو کئی پشت تک رعایت رکھتا ہے۔ پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کیلئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ۔ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کیلئے سعی اور دعا کرو۔ جس قدر کوشش تم ان کیلئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اس قدر کوشش اس امر میں کرو"۔ (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۱۰۹)

اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہو تو پہلے خود تقویٰ اختیار کرو

(فرمودات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

جس طرح دشمن کے مقابلہ پر سرحد پر گھوڑا ہونا ضروری ہے تاکہ دشمن حد سے نہ نکلنے پاوے۔ اسی طرح تم بھی تیار رہو۔ ایسا نہ ہو کہ دشمن سرحد سے گذر کر اسلام کو صدمہ پہنچائے۔ میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ اگر تم اسلام کی حمایت اور خدمت کرنا چاہتے تو پہلے خود تقویٰ اور طہارت اختیار کرو۔ جس سے خود تم خدا تعالیٰ کی پناہ کے حصن حصین میں آسکو۔ اور پھر تم کو اس خدمت کا شرف اور استحقاق حاصل ہو۔ تم دیکھتے ہو کہ مسلمانوں کی بیرونی طاقت کیسی کمزور ہو گئی ہے تو میں ان کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ اگر تمہاری اندرونی اور قلبی طاقت بھی کمزور اور پست ہو گئی تو بس پھر تو خاتمہ ہی سمجھو۔ تم اپنے نفسوں کو ایسے پاک کرو۔ قدسی قوت ان میں سرایت کرے۔ اور وہ سرحد کے گھوڑوں کی طرح مضبوط اور محافظ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہمیشہ متقیوں اور راستبازوں ہی کے شامل حال ہوا کرتا ہے۔ اپنے اخلاق اور اطوار ایسے نہ بناؤ۔ جن سے اسلام کو داغ لگ جاوے۔ بدکاروں اور اسلام کی تعلیم پر عمل نہ کرنے والے مسلمانوں سے اسلام کو داغ لگتا ہے۔ کوئی مسلمان شراب پی لیتا ہے تو کہیں قے کرتا پھرتا ہے۔ پگڑی گلے میں ہوتی ہے موریوں اور گندی نالیوں میں گرتا پھرتا ہے۔ پولیس کے جوتے پڑتے ہیں ہندو اور عیسائی اس پر ہنستے ہیں۔ اس کا ایسا خلاف شرع فعل اس کی ہی تضحیک کا موجب نہیں ہوتا۔ بلکہ درپردہ اس کا اثر نفس اسلام تک پہنچتا ہے۔ مجھے ایسی خبریں یا جیل خانوں کی رپورٹیں پڑھ کر سخت رنج ہوتا ہے۔ جب میں دیکھتا ہوں کہ اس قدر مسلمان بدعملیوں کی وجہ سے مورد عتاب ہوئے دل بیقرار ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ جو صراط مستقیم رکھتے ہیں۔ اپنی بداعتدالیوں سے صرف اپنے آپ کو نقصان نہیں پہنچاتے بلکہ اسلام پر ہنسی کراتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ کسی گذشتہ مردم شماری کے وقت مسٹر ایبٹسن صاحب نے اپنی رپورٹ میں بہت کچھ لکھا تھا۔ میری غرض اس سے یہ ہے کہ مسلمان لوگ مسلمان کہلا کر ان ممنوعات اور منہیات میں مبتلا ہوتے ہیں جو نہ صرف ان کو بلکہ اسلام کو مشکوک کر دیتے ہیں پس اپنے چال چلن اور اطوار ایسے بنالو کہ کفار کو بھی تم پر (جو دراصل اسلام پر ہوتی ہے) نکتہ چینی کرنے کا موقعہ نہ ملے۔ (انفاخ قدسیہ)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

طالبان کا اسلام ......؟

.................................(۱).................................

کچھ دنوں سے افغانستان کی طالبان حکومت انٹر نیشنل میڈیا میں اسلام کے حوالے سے بعض معاملات میں نشانۂ بحث چلی آرہی ہے کبھی بدھ کے مجسموں کو توڑنے کے اعتبار سے، کبھی عورتوں پر زبردستی برقع تھوپنے کے اعتبار سے اور کبھی غیر مسلم مبلغین کو اپنے ملک میں تبلیغ سے روکنے کے اعتبار سے اور کبھی اسامہ بن لادن کو پناہ دینے کے اعتبار سے

باقی معاملات کو تو ہم اس وقت کسی اور موقع کیلئے اٹھا رکھتے ہیں لیکن جہاں تک غیر مسلموں کو ان کے مذہب کی تبلیغ سے روکنے کا تعلق ہے تو کیا اسلام اس کی اجازت دیتا ہے اور اس تعلق میں اسلامی تعلیم کیا ہے ہم کسی قدر عرض کریں گے۔ گزشتہ دنوں اخبارات میں یہ خبر تھی کہ طالبان حکومت عیسائی مبلغین کو اپنے مذہب کی تبلیغ کے جرم میں گرفتار کر کے ان کے خلاف مقدمہ چلا رہی ہے اور اگر وہ عیسائیت کی تبلیغ کے 'مجرم' قرار پائے تو ان کو سزائے موت بھی ہو سکتی ہے اس سے پہلے تبلیغ کے جرم میں سزا صرف اور صرف پاکستان کی حکومت میں احمدیوں کے متعلق ہے۔ فرعون زمانہ جنرل ضیاء الحق نے ایک صدارتی آرڈیننس جاری کیا تھا اور تعزیرات پاکستان ایکٹ نمبر C۴۵ بابت ۱۸۶۰ کے باب میں ۱۵ دفعہ A۲۹۸ کے بعد دفعہ B۲۹۸ کا اضافہ کر کے احمدیوں کو اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے روک دیا تھا اور پھر دفعہ C۲۹۸ کا اضافہ کر کے ان پر تبلیغ کی پابندی عائد کر دی تھی جسکی سزا تین سال قید بامشقت اور جرمانہ ہے اور اب یہ چھوت کی بیماری افغانستان میں پاکستان کی نسبت زیادہ شدید ہو گئی ہے کہ پاکستان کی پروردہ طالبان حکومت نے اپنے ملک میں ہر ایک مذہب پر تبلیغ کی پابندی عائد کر دی ہے اور ایسے شخص کیلئے جو طالبان حکومت میں اپنے مذہب کی تبلیغ کا 'مجرم' پایا گیا سزائے موت کا حکم ہے

اگر دیکھا جائے تو دنیا میں یہ دونوں حکومتیں غیر اسلامی کاموں میں جن کو یہ بد قسمتی سے اسلامی کہتی ہیں نہ صرف ایک دوسرے کے نقش قدم پر چل رہی ہیں بلکہ ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی فکر میں ہیں افغانستان وہ پہلا ملک ہے جہاں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے جاں نثار حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب شہید نے پہلی مرتبہ ۱۹۰۰ میں حکومت افغانستان کے درندہ صفت مولویوں کے مظالم کے نتیجہ میں شہادت کا جام نوش کیا تھا اور پھر اسی سر زمین پر حضرت سید عبد اللطیف صاحب نے نہایت فدائیت کے ساتھ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کیلئے جاں نثاری کا بے نظیر نمونہ دکھایا آپ کی شہادت ۱۴ جولائی ۱۹۰۳ء کو ہوئی تھی اور پھر بعض شہادتیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی افغانستان میں ہوئیں۔ حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب شہید اور حضرت سید عبد اللطیف صاحب شہید کی شہادت کے موقع پر سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے فرمایا تھا

> "اے کابل کی زمین! تو گواہ رہ کہ تیرے پر
> سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا اے بد قسمت زمین تو خدا
> کی نظر سے گر گئی۔ تو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے"

(تذکرۃ الشہادتین)

پھر خلافت ثانیہ کے دور سے پاکستان میں بھی ایسے ہی جرم کا ارتکاب کئی مرتبہ کیا گیا اور کئی معصوم احمدیوں کو شہید کر دیا گیا ان کی جائیدادیں لوٹ لی گئیں مکانوں کو مسمار کر دیا گیا مساجد کو شہید کر دیا گیا

معصوم احمدیوں کو شہید کرنے اور ان کو مظالم کا نشانہ بنانے کے پاداش میں ہی یہ دونوں ممالک ان دنوں قتل و غارت اور دہشت گردی کی منڈی بنے ہوئے ہیں اسلام جیسے حسین مذہب اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے رحمۃ اللعالمین وجود کی آڑ میں قتل و غارت کے بازار گرم کئے جا رہے ہیں

سر زمین افغانستان کی تاریخ سے واقف لوگ جانتے ہیں کہ عرصہ سو سال سے افغانستان کے فرمانروا اور عوام شدید ہلاکتوں کے منہ دیکھ رہے ہیں جس وقت حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب کو شہید کیا گیا افغانستان میں امیر عبد الرحمٰن خان کی حکومت تھی جو فالج سے نہایت بے بسی کے عالم میں مرا اس کے بعد اس کا بیٹا حبیب اللہ خان بادشاہ بنا جو ۱۹۱۹ء میں کسی نامعلوم قاتل کی گولی کا نشانہ بنا۔ امیر حبیب اللہ خان کے قتل کے بعد اس کا بیٹا امان اللہ خان تخت نشین ہوا لیکن ۱۹۲۹ء میں بچہ سقہ نے اسکی حکومت کا تختہ الٹ دیا اس طرح اس خاندان سے حکومت چھن گئی بچہ سقہ کو شکست دے کر نادر خان کابل کا سربراہ بنا لیکن ۱۹۳۳ء میں قتل کر دیا گیا جس کے بعد ظاہر شاہ کو حکومت ملی ۱۹۷۳ء میں اس کے چچازاد بھائی سردار داؤد خان نے اس کا تختہ الٹ دیا ۱۹۷۵ء سے افغانستان میں روسی اثر و نفوذ شروع ہوا اور پھر ۲۷ مئی ۱۹۷۸ء کو کمیونسٹ انقلاب کے نتیجہ میں سردار داؤد کو مع اس کے تمام خاندان کے گولی سے اڑا دیا گیا اور افغانستان پر کمیونسٹ تسلط ہوا کمیونسٹوں نے نور محمد ترکی کو اپنا سربراہ بنایا لیکن ۱۹۷۹ء میں اسے بھی قتل کر دیا گیا اور حفیظ اللہ امین نے حکومت سنبھالی اس کے قتل ہونے پر ببرک کرمال سربراہ مملکت ہوا اور پھر اپریل ۱۹۸۶ء سے اپریل ۱۹۹۲ء تک ڈاکٹر نجیب اللہ ملک کا مطلق العنان صدر رہا اور اس کے دستبردار ہونے کے بعد معاہدہ پشاور کے نتیجہ میں "مجاہدین" کی جو حکومت تشکیل پائی اس میں اختلافات کے نتیجہ میں اب تک لاکھوں افغان باشندے اپنے افغان بھائیوں کے ہاتھوں قتل ہو چکے ہیں اور کابل کا شہر اور اس کے مواضعات کئی سالوں سے خون میں نہا رہے ہیں افغانستان میں کمیونسٹوں کے مختلف دھڑوں کے جھگڑوں کی وجہ سے روس کو افغانستان میں براہ راست فوجی مداخلت کرنے کا موقع مل گیا امریکہ نے روس کا براہ راست مقابلہ کرنے کی بجائے افغان عوام کو جہاد کے نام پر مقابلے پر کھڑا کیا آج امریکہ کے تیار کردہ یہی مجاہدین ہیں جو خود اسکے لئے سر درد بنے ہوئے ہیں گذشتہ دنوں امریکہ میں موجود "ورلڈ ٹریڈ سنٹر" اور امریکی وزارت دفاع کی نہایت حساس بلڈنگ "پینٹاگون" پر شبہ ہے کہ انہیں مجاہدوں کی کوششوں کے نتیجہ میں حملے ہوئے ہیں۔ اس افغانی جہاد میں کمیونسٹ انقلاب کے دنوں میں ۵۰ لاکھ افغان کو ترک وطن کرنا پڑا تھا اور ایک محتاط انداز کے مطابق ۱۵ لاکھ نفوس آپسی جہاد میں موت کے گھاٹ اتارے گئے ہیں اور یہ سلسلہ تا حال جاری ہے یہ وہ عبرتناک سزا ہے جو افغان قوم کو معصوم احمدیوں کے قتل اور ماموز من اللہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بد دعاؤں کے نتیجہ میں مل رہی ہے اور جب تک یہ قوم احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی طرف نہیں لوٹتی اسی طرح ناگہانی و آسمانی سزاؤں کا منہ دیکھتی رہے گی اس وقت افغانستان میں ہر طرف ناخواندگی اور بھکمری کا عالم ہے اور آئندہ آنے والے دن افغانیوں کے لئے مزید خوفناک عذاب سے بھرپور ہو سکتے ہیں

معصوم احمدیوں کو ستانے کے نتیجہ میں بالکل یہی حال اب پاکستان کا ہو چکا ہے قیام پاکستان کے معاً بعد ۱۹۵۳ء میں جب وہاں کی مذہبی تنظیموں نے محض سیاست کی دکانیں چمکانے کیلئے ایک معصوم جماعت کو اپنے ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا تو آج خداوند ذوالجلال نے ان سب کو ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار کر دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ احمدیوں کو ستانے والا کوئی بھی مسلم فرقہ آج پاکستان میں امن و چین میں نہیں ہے چوٹی کے مذہبی لیڈر چاہے وہ دیوبندی ہوں یا بریلوی ہوں یا شیعہ ہوں ایک دوسرے کے "جہاد" کی زد میں آرہے ہیں یہی حال پاکستان کے سربراہوں کا بھی ہوا ذوالفقار علی بھٹو سے لے کر آج تک ہر ایک نشانۂ عبرت بنتا رہا ہے۔

پاکستانی اور افغانی مذہبی لیڈروں کا اپنے ہی مجاہدین کی گولیوں کا نشانہ بننے کی بنیادی وجہ دراصل یہ ہے کہ غیر مسلم تو بہت دور کی بات ہے ان ممالک میں کوئی بھی مسلم فرقہ کسی دوسرے مسلم فرقہ کو آزادئ رائے اور آزادئ تبلیغ کی اجازت دینے کیلئے تیار نہیں کیونکہ ہر ایک کے نزدیک اس کے فرقہ کا اسلام سچ ہے اور باقی فرقے غیر مسلم ہیں اور ارتداد کے شکار ہیں اور ان کا خود ساختہ اسلام یہ کہتا ہے کہ غیر مسلم کے سامنے اپنا اسلام پیش کرو جسے اسکو بلا چوں و چرا فوراً قبول کر لینا چاہئے اور اگر وہ قبول نہ کرے تو پھر اس کے ساتھ جہاد کا سلسلہ شروع ہو جانا چاہئے

بس یہی وہ خیال ہے جسکی بناء پر طالبان کی حکومت میں غیر مسلموں کو اپنے مذہب کی تبلیغ کی اجازت نہیں لیکن کیا یہی حقیقی اسلام ہے اور کیا یہی قرآنی تعلیم ہے غیر مسلموں کو اسلامی مملکت میں تبلیغ کی اجازت ہے یا نہیں اس تعلق میں انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں (جاری) (منیر احمد خادم)

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
(امانت داری عزت ہے)
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AutoTraders
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان 248-5222,248-1652,243-0794
رہائش: 237-0471, 237-8468

خطبہ جمعہ

صفت مالکیت اپنے فیضان کے لئے ایک فقیرانہ تضرّع اور الحاح کو چاہتی ہے

خدا تعالیٰ کی صفات کا علم جتنا بڑھتا چلا جائے گا اتنا ہی انسان اس کے حضور جھکتا چلا جائے گا

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز :- فرمودہ ۱۰ر اگست ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۰ر ظہور ۱۳۸۰ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

یہ جو آج کا خطبہ ہے اس کا تعلق خدا تعالیٰ کی صفات مَلِكْ، مَالِكْ، مَالِكَ الْمُلْك اور مَلَكُوْت سے ہے۔ پیشتر اس کے کہ اس کے متعلق مَیں خطبہ شروع کروں میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ گزشتہ خطبہ کے بعد جب ڈاکٹر شکیل صاحب سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے سوال کیا کہ یہ جو صفات کا مضمون ہے، ہے تو بہت اعلیٰ درجہ کا مگر اکثر لوگوں کے سر کے اوپر سے گزر جاتا ہے اور تعجب سے پوچھا کہ آپ کے ساتھیوں کو پتہ چل جاتا ہے؟۔ مَیں نے کہا میرے ساتھی ماشاء اللہ بہت ذہین ہیں اور صاحب علم اور قرآن ہیں ان کو لازماً سمجھ آجاتی ہے مگر اگر آپ کا خیال ہے کہ دوستوں کے سر کے اوپر سے گزر جاتا ہے تو کچھ سمجھنے والے بھی ہونگے، کچھ نہ سمجھنے والے بھی۔ کوشش مَیں کرتا ہوں کہ ذرا تفصیل کے ساتھ مضمون کو سمجھاؤں۔ لیکن ان کی اس وارننگ کے بعد مَیں سمجھتا ہوں کہ کوشش کر کے مجھے اس مضمون کو چھوٹا کرنا پڑے گا۔ خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لمبے اقتباسات لوگوں کی سمجھ سے بالا ہوتے ہیں کیونکہ آپؑ کی زبان بہت عالمانہ ہے اور اس کی تفصیل میں پھر بہت وقت لگ جاتا ہے۔ اس خیال سے مَیں نے آج اقتباسات چھوٹے کر لئے ہیں۔ خطبہ بھی کچھ چھوٹا ہو جائے گا تو کوئی حرج نہیں۔ مگر جو مقصد ہے وہ فوت نہ ہو یعنی اس حد تک مَیں سمجھاؤں جس حد تک دوستوں کی سمجھ میں بات آسکے۔

مَالِك ،مَلِك وغیرہ کے متعلق حضرت امام راغب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''وہ ذات جو پبلک میں امر و نہی پر تصرف رکھتی ہے''۔ اسی لئے یہ انسانی سیاست سے مختص ہے اور اسی لئے مَلِكُ النَّاس تو کہا جاتا ہے مَلِكُ الْاَشْيَاء نہیں کہا جاتا''۔ یعنی اللہ تعالیٰ لوگوں کا ملک ہے ملک الناس۔ لیکن مَلِكُ الْاَشْيَاء خدا تعالیٰ کو نہیں کہتے حالانکہ اشیاء کا بھی مالک ہے۔ تو یہ بہت باریک نکتہ حضرت امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھایا ہے۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْن سے مراد جزا سزا کا بادشاہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کس کا ملک ہے آج کے دن، اللہ ہی کا ہے جو واحد ہے اور قہار ہے۔

تو ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ کے متعلق یہ سمجھنا چاہئے۔ جزا سزا کے دو حصے ہیں ایک تو اس دنیا میں بھی مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْن جزا سزا دیتا ہے، لوگ سمجھیں یا نہ سمجھیں بہرحال ان کا روزانہ ایک جزا سزا کا دن آتا چلا جاتا ہے۔ جو بداعمال ہیں ان کو بداعمالی کی سزا اس دنیا میں بھی ملتی ہے۔ جو نیک اعمال ہیں اس دنیا میں بھی وہ اس کی جزا پاتے ہیں اور آخرت میں بھی تو پھر بہت زیادہ جزا پائیں گے۔

اس سلسلہ میں حضرت ابو سلمہؓ کی ایک روایت بیان کرتا ہوں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ زمین کو سکیڑ دے گا اور آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ سے لپیٹ لے گا اور فرمائے گا اَنَا الْمَلِكُ کہ مَیں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں زمینی بادشاہ؟۔

(بخاری۔ كتاب التوحيد)

اب یہ جو آیت ہے قرآن کریم کی جس میں یہ مضمون بیان ہوا ہے اس سے بہت سی باتیں گہری حکمت کی نکلتی ہیں۔ خصوصاً یہ کہ اللہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ سے لپیٹنے سے کیا مراد ہے۔ خدا تعالیٰ کا تو کوئی ہاتھ ایسے نہیں ہے۔ دایاں ہاتھ یدِ قدرت کو کہتے ہیں۔ تو جس کائنات کو اللہ تعالیٰ نے اپنے یدِ قدرت سے پیدا کیا تھا ایک وقت ایسا آئے گا کہ ساری کائنات کی صف لپیٹی جائے گی۔ اور یہ مضمون جو ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر از خود روشن ہو ہی نہیں سکتا تھا، وہ زمانہ ہی بالکل اور، مختلف زمانہ تھا۔ اس میں کائنات کا ایک صف میں لپیٹے جانے کا تصور کوئی موجود نہیں تھا۔ اور پھر ﴿كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ﴾ جس طرح ہم نے اس کائنات کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اسی طرح ہم اس کو دہرائیں گے بھی۔ گویا ایک مسلسل مضمون ہے جو کائنات کے ایک دفعہ شروع ہونے کے بعد پھر دوسری دفعہ اس فعل کو دہراتا ہے، ایک دفعہ اس کی صف لپیٹی جاتی ہے پھر وہ صف کھولی جاتی ہے تو یہ ازل اور ابد کا مضمون ہے اور موجودہ زمانہ کے سائنس دان سو فیصدی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ایک وقت میں کائنات کی صف لپیٹی جاتی ہے اور پھر دوبارہ کھولی جاتی ہے اور یہ لامتناہی سلسلہ ہے۔ تو اس لئے حضرت ابو سلمہ کی جو روایت ہے کہ زمین کو سکیڑ دے گا اور آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ سے لپیٹ دے گا اور فرمائے گا اَنَا الْمَلِكُ کہ بادشاہ تو مَیں ہوں کہاں ہیں زمینی بادشاہ۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہود کے علماء میں سے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاس پہنچا اور عرض کی کہ ہم (اپنی کتب وغیرہ میں) یہ ذکر پاتے ہیں''۔ اب یہ ساری باتیں یہود کی جاہلانہ باتیں ہیں جو اپنی کتابوں میں پڑھتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سامنے اس نے بیان کیا۔ کیا ہے؟ اللہ آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور درختوں کو ایک انگلی پر اور پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر رکھ لے گا اور دیگر تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر۔ اور پھر فرمائے گا اَنَا الْمَلِكُ ، اَنَا الْمَلِكُ کہ مَیں بادشاہ ہوں! مَیں بادشاہ ہوں۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس یہودی عالم کی اس بات پر تعجب کے رنگ میں ہنس پڑے یہاں تک کہ آپؐ کے پچھلے دانت مبارک نظر آنے لگے۔ پھر آپؐ نے قرآن کریم کی آیت ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ....﴾ کی تلاوت فرمائی کہ ان گدھوں کو اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان قدر نہیں ہوئی۔ کس شان کا ہے ان کو کوئی علم نہیں۔ ظاہری جاہلوں والی باتیں، انگلیوں پر رکھنے والی باتیں کرتے ہیں۔ (بخاری۔ كتاب التوحيد)

ایک اور حدیث ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی، یعنی کسی راوی نے یہ روایت کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے ہم سے کئی احادیث بیان کیں جن میں سے ایک یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص سب سے زیادہ خبیث اور سب سے زیادہ غصہ دلانے والا ہوگا جو خود کو مَلِكُ الْاَمْلَاك کہتا ہے یعنی بادشاہوں کا بادشاہ، Emperor آج کل کے زمانہ میں کہا جاتا ہے اس کو جو بادشاہوں کا بادشاہ ہو۔ تو یہ ان کی بادشاہت کیا چیز ہے؟ کچھ بھی نہیں، آنی فانی چیز ہے اللہ کے علاوہ حقیقت میں کوئی مالک اور کوئی بادشاہ نہیں۔

ایک حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (حضرت عمر بھی اور ابن عمر بھی دونوں صحابی تھے) اُن سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ اَلْاَمِيْرُ رَاعٍ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ ''۔ (بخاری كتاب النكاح)۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک نگران ہے جس سے اپنی رعایا کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔

اب اس حدیث کا یہاں اس مضمون سے کیا تعلق ہے؟ بادشاہ کو تو کوئی پوچھا نہیں کرتا اس لئے جو بادشاہ کی رعایا ہو وہ ضرور بادشاہ کو جوابدہ ہوتی ہے۔ جو ملکیت اس کے سپرد کی جائے اس کے متعلق اس سے پوچھا جاتا ہے۔ امیر نگران ہے اور اپنے گھر والوں کا بھی نگران ہے اور آدمی اپنے گھر والوں کا بھی نگران ہے۔ امیر جو مقرر ہوتے ہیں وہ بھی نگران ہیں، اپنی طرف سے کوئی حکم جاری نہیں کر سکتے۔ وہ حکم وہی ہیں جو قرآن کریم میں نازل ہو چکے ہیں اور وہ حکم ہے جو اوپر سے ان کو قرآن کی تشریح میں ہی ملتے ہیں ورنہ اپنی ذات میں کوئی امیر مالک نہیں ہے۔ تو وہ بھی پوچھا جاتا ہے۔ اگر کوئی غلط بات کہے تو اس کی شکایت کی جاتی ہے، اس کی جواب طلبی ہوتی ہے۔

اور آدمی اپنے گھر والوں کا نگران ہے، اپنی بیوی کا بھی اور بچوں کا بھی، عورت بھی اپنے خاوند کے گھر کی اور اس کی نگران ہے۔ 'خاوند کے گھر کی اور اس کی نگران ہے'۔ خاوند کی نگران ان معنوں میں تو نہیں کہ خاوند کی نگہبانی کرتی ہے بلکہ خاوند کی سب باتوں کو غور سے دیکھتی ہے اور سمجھ رہی ہوتی ہے کہ اصل میں خاوند کس قسم کا انسان ہے۔ پھر اس کے گھر کی نگہبانی کرتی ہے۔ پس تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنی ذمہ داری کو کس طرح ادا کیا۔

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ سادہ ترجمہ ہے۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے، بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے، جزا سزا کے دن کا مالک ہے۔ اس کے متعلق کچھ تشریح تو میں کر چکا ہوں جزا سزا کے دن کا مالک صرف قیامت کے دن نہیں ہوگا اس دن تو کلی مالک ہوگا اور اس دنیا میں بھی مالک ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْن کے تابع آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں کہ کس طرح رسول اللہ بھی اس دنیا میں خدا کی صفت مالکیت کے مظہر تھے۔ فرماتے ہیں:

"قرآن شریف میں اس کا نام مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْن بھی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ انسان خوش حال ہو، مگر ممکن ہے کہ پرند، چرند اس سے بھی زیادہ خوش حال ہوں"۔ اب چرندوں پرندوں کا حال تو ہمیں معلوم نہیں ہوتا لیکن وہ بھی اپنی خوشیوں اور مستیوں میں پھرتے ہیں اور کائنات کا لطف اٹھا رہے ہوتے ہیں تو انسان اپنے آپ کو خوشحال سمجھتا ہے مگر پرندے اور چرندے اس سے بھی زیادہ خوشحال ہو سکتے ہیں۔

فرماتے ہیں: "یہ دنیا ایک عالم امتحان ہے، اس کے حل کرنے کے واسطے دوسرا عالم ہے۔ اس دنیا میں جو تکالیف رکھی ہیں اس کا وعدہ ہے کہ آئندہ عالم میں خوشی دے گا۔ اگر اب بھی کوئی کہے کہ کیوں ایسا کیا اور ایسا نہ کیا؟ اس کا جواب ہے کہ وہ تحکم اور مالکیت بھی تو رکھتا ہے۔ اُس نے جیسا چاہا، کیا۔ کسی کو اس کے کام پر اعتراض کی گنجائش اور حق نہیں۔" (الحکم ۳۰/مئی ۱۹۰۵ء صفحہ ۱)

پھر فرماتے ہیں:

"(انسان) گناہ سے تو جلالی رنگ اور ہیبت ہی سے بچ سکتا ہے جب یہ علم ہو کہ اللہ تعالیٰ اس گناہ کی سزا میں شدید العذاب ہے اور مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْن ہے تو انسان پر ایک ہیبت سی طاری ہو جائے گی جو اس کو گناہ سے بچالے گی۔" (الحکم ۱۰/دسمبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۱)

پھر فرمایا: "مالکیت یوم الدین ایک اپنے فیضان کے لئے فقیرانہ تضرع اور الحاح کو چاہتی ہے"۔ اب جس کے متعلق یہ پتہ ہو کہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْن ہے، ظاہر بات ہے کہ اس کے حضور ایک فقیرانہ تضرع اور الحاح کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے "جو گداؤں کی طرح حضرت احدیت کے آستانہ پر گرتے ہیں اور فیض پانے کے لئے دامن اخلاص پھیلاتے ہیں اور سچ مچ اپنے تئیں تہی دست پا کر خدا تعالیٰ کی مالکیت پر ایمان لاتے ہیں"۔

اب یہاں وہ بات جو میں نے پہلے بیان کی تھی اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ اقتباس آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ فرمایا: "آپ (یعنی آنحضرت ﷺ) مَالِكِيَّت يَوم الدّين کے مظہر بھی ہیں اس کی کامل تجلی فتح مکہ کے دن ہوئی۔ ایسا کامل ظہور اللہ تعالیٰ کی ان صفات اربعہ کا جوام الصفات ہیں اور کسی نبی کے زمانہ میں نہیں ہوا"۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس وقت مَالِكِ يَوم الدّين کی تجلی کے ساتھ جلوہ افروز ہوئے۔

پھر ایک اور اقتباس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مَالِكِ يوم الدّين کا عملی ظہور صحابہ رضوان اللہ علیہم کی زندگی میں یہ ہوا کہ خدا نے ان میں اور ان کے غیروں میں فرقان رکھ دیا۔ یا جو معرفت اور خدا کی محبت ان کو دنیا میں دی گئی یہ ان کی دنیا میں جزا تھی لیکن یہ بات بڑی غور طلب ہے کہ صحابہ کی جماعت اتنی ہی نہ سمجھو جو پہلے گزر چکے بلکہ ایک اور گروہ بھی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے وہ بھی صحابہ میں داخل ہیں جو احمد کے بروز کے ساتھ ہونگے"۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے آپ کو احمد نہیں بلکہ احمد یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا جمالی بروز یقین رکھتے تھے۔ چنانچہ اس کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں: فرمایا ﴿وَ آخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ کہ وہ صحابہ کی جماعت کو اس قدر نہ سمجھو بلکہ مسیح موعود کے زمانہ میں بھی صحابہ ہی کی ایک جماعت ہوگی۔ جیسے ان صفات اربعہ کا ظہور ان صحابہ میں ہوا تھا ویسے ہی ضروری تھا کہ ﴿وَ آخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ کی مصداق جماعت صحابہ میں بھی ہو"۔

اب ایک آیت ہے سورۃ آل عمران کی ۲۷ویں آیت۔ ﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ. اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ تو کہہ دے اے میرے اللہ! سلطنت کے مالک۔ تو جسے چاہے فرمانروائی عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہے فرمانروائی چھین لیتا ہے اور تو جسے چاہے عزت بخشتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کر دیتا ہے وہ بھی خیر ہی کی بنا پر یعنی دوسروں کی بھلائی کی خاطر۔ ورنہ اگر آدمی ذلیل نہ ہو، برے کاموں کی وجہ سے تو شریفوں کی عزتیں لوٹے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے دونوں جگہ لفظِ خیر ہی استعمال فرمایا ہے۔ یقیناً تو ہر چیز جسے تو چاہے اس پر دائمی قدرت رکھتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں قُلْ کا ترجمہ کرتے ہوئے کہ "اے بار خدایا، اے مالک الملک تو جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے تو جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ ہر ایک خیر کہ جس کا انسان طالب ہے تیرے ہی ہاتھ میں ہے تو ہر یک چیز پر قادر ہے"۔

اب سورۃ طٰہٰ کی ۱۱۵ویں آیت ہے ﴿فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ فَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ. وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا﴾ پس اللہ سچا بادشاہ بہت رفیع الشان ہے۔ پس قرآن کے پڑھنے میں جلدی نہ کیا کر پیشتر اس کے کہ اس کی وحی تجھ پر کھل کر دی جائے اور یہ کہا کر کہ اے میرے رب مجھ علم میں بڑھادے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر جب قرآن نازل ہوتا تھا تو باوجود اس کے کہ آپ کو علم عطا کیا جاتا تھا مگر ساتھ ہی آپ دعا بھی کرتے رہتے تھے کہ مجھے علم میں بڑھادے۔ اور بھی علم دے۔ تیرا لامتناہی علم ہے اس کی کوئی انتہا نہیں مجھے علم میں بڑھاتا چلا جا۔

اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"امامت کا مفہوم تمام حقائق اور معارف اور لوازم محبت اور صدق اور وفا میں آگے بڑھنے کو چاہتا ہے"۔ امام ہو کوئی تو امام سے مراد ہے جو نیک صفات ہیں ان میں وہ آگے بڑھ جائے۔ "اسی لئے وہ اپنے تمام دوسرے قویٰ کو اسی خدمت میں لگا دیتا ہے"۔ پس یہ دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کی امامت کا ذکر ہے، دوسرے امام تو کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ کوشش کرتے ہیں مگر کوشش ان کی پوری نہیں ہوتی۔ حقیقت میں ہر ایک سے ہر نیکی میں بڑھنے والا ایک ہی وجود تھا اور

تبلیغِ دین و نشرِ ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Ne[illegible] Star Club
Calcutta - 700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تھے اور ساتھ ساتھ یہ دعا کرتے چلے جاتے تھے رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا۔ "رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا کی دعا میں ہر دم مشغول رہتا ہے اور پہلے سے اس کے مدارک اور حواس ان امور کے لئے جوہر قابل ہوتے ہیں۔ اس لئے خداتعالیٰ کے فضل سے علوم الٰہیہ میں اس کو بسطت عنایت کی جاتی ہے"۔ اب بسطت سے مراد ہے کشادگی۔ تو علوم الٰہیہ میں اگر کوئی کشادگی حاصل کرنا چاہے تو وہ بھی دعا ہی کے ذریعہ توفیق مل سکتی ہے ورنہ از خود کوئی علوم الٰہیہ میں کشادگی حاصل نہیں کر سکتا۔

پھر حضورؑ ہی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اور اس کے زمانہ میں کوئی دوسرا ایسا نہیں ہوتا جو قرآنی معارف کے جاننے اور کمالات افاضہ اور اتمام حجت میں اس کے برابر ہو"۔ اب یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی غلامی میں وہ امام قرار دے رہے ہیں جو علوم قرآنی میں بے نظیر ہے۔ اور اس کے زمانہ میں کوئی دوسرا امام حقیقت میں اس جیسا علم قرآن نہیں رکھتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپ کے قرآن مجید کے نوٹس کہاں ہیں۔ وہ نوٹس مجھے دیں تا کہ میں بھی ان سے استفادہ کروں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دیکھو جب بھی مَیں کوئی نوٹس لکھتا ہوں اس کے بعد اس مضمون پر جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لب کشائی فرماتے ہیں تو میرے نوٹس بالکل ردّی اور بے معنی ہو جاتے ہیں۔ میں ان پر لکیر پھیر دیتا ہوں۔ تو وہی علم قرآن ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ملا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی وساطت سے اس زمانہ میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کیا گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول جیسا عارف باللہ بھی آپ کے فرمودات کے بعد اپنے لکھے ہوئے قرآنی نوٹس پر لکیر پھیر دیا کرتا تھا۔

فرمایا: "اس کی رائے صائب، دوسروں کے علوم کی تصحیح کرتی ہے اور اگر دینی حقائق کے بیان میں کسی کی رائے اس کی رائے کے مخالف ہو تو حق اس کی طرف ہوتا ہے کیونکہ علوم حقہ کے جاننے میں نور فراست اس کی مدد کرتا ہے اور وہ نور ان چمکتی ہوئی شعاعوں کے ساتھ دوسروں کو نہیں دیا جاتا۔ ﴿وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾"۔ (ضرورت الامام۔ صفحہ ۷۔ ۸) یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے وہ جب چاہے جس کو چاہے عطا فرماتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

"قوتِ ذوق، شوقِ علم سے پیدا ہوتی ہے"۔ اگر کسی کو علم کا شوق ہی نہ ہو تو اس کو ذوق بھی کوئی نہیں، علم میں لذت بھی کوئی نہیں ہوتی۔ تو علم سے لذت پانے کی جو توفیق ہے وہ بھی علم کے شوق سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ "جب تک علم اور معرفت نہ ہو، کیا ہو سکتا ہے رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا کی دعا میں یہ بھی سِرّ ہے کیونکہ جس قدر آپ کا علم وسیع ہوتا گیا، اُسی قدر آپ کی معرفت اور آپ کا ذوق شوق ترقی کرتا گیا۔ پس اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت میں اُسے ذوق شوق پیدا ہو تو اُس کو اللہ تعالیٰ کی نسبت صحیح علم حاصل کرنا چاہئے"۔

(الحکم جلد ۹ نمبر ۲۷ صفحہ ۳ بتاریخ ۳۱ جولائی ۱۹۰۵ء)

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جو علم کا ذوق اور شوق تھا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا سب سے زیادہ علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو عطا کیا گیا تھا اور جتنا خداتعالیٰ کا علم بڑھتا ہے اتنا ہی اس کی راہ میں خشیت عطا ہوتی ہے، اسی قدر تقویٰ بڑھتا ہے۔ ﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ یہاں علماء سے مراد یہ آج کل کے علماء نہیں بلکہ وہ علماء ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور اس کے سامنے خشیت اختیار کرتے ہیں کیونکہ خداتعالیٰ کی صفات کا علم جتنا بڑھتا چلا جائے گا اتنا ہی انسان اس کے حضور زیادہ جھکتا چلا جائے گا۔

فرمایا: "جس قدر آپ کا علم وسیع ہوتا گیا، اُسی قدر آپ کی معرفت اور آپ کا ذوق شوق ترقی کرتا گیا۔ پس اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت میں اُسے ذوق شوق پیدا ہو تو اس کو اللہ تعالیٰ کی نسبت صحیح علم حاصل کرنا چاہئے اور یہ علم بھی حاصل نہیں ہوتا جب تک انسان صادق کی صحبت میں نہ رہے"۔ یا جب تک انسان صادق کی صحبت میں نہ رہے براہ راست یہ علم ترقی نہیں کرتا مگر وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں تھے ان کو آپ کے صدق کی وجہ سے وہ صدق عطا ہوا جس کے نتیجہ میں پھر اللہ تعالیٰ کی محبت ترقی کرتی ہے اور یہی سلسلہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کا تھا۔ جتنا وہ آپ کے قریب ہوتے چلے گئے عبادت میں اتنا ہی ذوق و شوق بڑھتا چلا گیا۔

"اللہ تعالیٰ کی تازہ بتازہ تجلیات کا ظہور جب تک مشاہدہ نہ کرے اس وقت تک ذوق و شوق نہیں بڑھتا"۔ اب مردِ صادق کے ساتھ رہنے کی خوبی یہ ہے یعنی اس کی اصل وجہ آپ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ مرد صادق خداتعالیٰ کی تجلیات تازہ بتازہ نو بہ نو دکھاتا چلا جاتا ہے اور ان تجلیات کی وجہ سے ایمان جو ویسے ایک دفعہ نصیب ہو جائے اور دوبارہ تجلیات دکھائی نہ دیں تو وہ زنگ آلود سا ہوتا چلا جاتا ہے مگر جس کو تازہ بتازہ نو بہ نو پھل عطا ہوتے رہیں اس کا ذوق ہمیشہ تازہ بتازہ نو بہ نو ہوتا چلا جاتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی لئے اپنے صحابہ کو نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ میری بات سن کر واپس نہ چلے جایا کرو، یہاں رہا کرو، خدا کی تجلیات ہر آن اترتی رہتی ہیں ان سے تم بھی نور حاصل کرو اور ان تجلیات کے ذریعہ تمہیں اللہ تعالیٰ پر یقین بڑھتا چلا جائے گا۔

سورۃ المومنون کی دو آیتیں ہیں نمبر ۱۱۶ تا ۱۱۷ ﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴾ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار پیدا کیا ہے، بے وجہ، بے مقصد اور تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے۔ اب خداتعالیٰ کی کائنات جو پیدا کی گئی ہے، بے مقصد پیدا نہیں کی گئی۔ اگر اسی کائنات میں، اسی دنیا میں مر کر ختم ہو جانا تھا تو انسان کو اتنی وسیع کائنات اور اتنی نعمتیں عطا کرنے کی ضرورت کیا تھی۔ ہر انسان کا ایک یوم امتحان ہے اور مرنے کے بعد وہ ختم نہیں ہو گا یعنی مرنے کا دروازہ اس کو کھلی چھٹی نہیں ہے۔ یہی وہم ہے جس کے نتیجہ میں جرم دنیا میں بڑھتے ہیں۔ جو سمجھتے ہیں کہ موت کا دروازہ ہمارے لئے کھلی چھٹی ہے جو کچھ ہم نے کر لیا بس کر لیا۔ اگر یہ یقین ہو تو پھر بے انتہا جرم بڑھ جاتے ہیں اور اکثر مجرموں کی نفسیات یہی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں ٹھیک ہے جب تک حکومت ہمیں پکڑ نہیں سکتی ہم جرم کرتے چلے جائیں گے اور جس وقت موت ہوئی سب جرموں سے چھٹی مل جائے گی۔ لیکن جس کو یہ یقین ہو کہ ایک یوم آخرت ہے وہ کبھی بھی جرموں پر دلیری نہیں کر سکتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کی ایک پکڑ کا دن ہے۔ تبھی فرمایا ﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴾ کیا تم بیوقوفوں کی طرح یہ سمجھ رہے ہو کہ ہم نے تمہیں بے کار یونہی پیدا کر دیا ہے اور تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے۔ ﴿فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ﴾ پس بہت بلند شان ہے اس ذات کی جو ملک الحق ہے، جو سچا بادشاہ ہے۔ ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ﴿رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ﴾ وہ معزز عرش کا رب ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"جزا و سزا دینا اُسی کے اختیار میں ہے اسی عالم سے جزا و سزا کا معاملہ شروع ہو جاتا ہے۔ جو نقب زنی کرتا ہے شاید ایک دفعہ نہیں تو دوسری دفعہ، دوسری دفعہ نہیں تو تیسری دفعہ ضرور پکڑا جاتا ہے۔ یا کسی اور رنگ میں اُسے سزا مل جاتی ہے۔ یہ سزا کیا کم ہے کہ چور دولت کے لئے چوری کرتا ہے اور پھر بھی ہمیشہ مفلس اور غریب اور ذلیل رہتا ہے"۔ چوروں کی جو آمد ہے وہ بھی برے کاموں میں

GUARANTEED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Sonikya
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) Ltd
34,A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

QURESHI ASSOCIATES
Manufacturer-Exporter-Importer of Leather, Silk & Cotton garments Leather Accessories, INDIAN Novelties & all kinds of Indian products.
Contact Person :- M. S. QURESHI (Prop)
Tel : 91-11-3282643 Fax : 91-11-3263992
Postal Address :- 4378/4B, Ansari Road
Daryaganj New Delhi-110002
(INDIA)

خرچ ہو کر اس کو پھر مفلس کا مفلس چھوڑ دیتی ہے اور ایک واقعہ بیان ہوتا ہے ایک عورت کے متعلق کہ ایک چور اس کی چادر لے کر بھاگ گیا۔ وہ بیچاری بڑھیا کیا کر سکتی تھی۔ پھر ایک موقع پر وہ چور اسے دکھائی دیا تو اس نے لنگوٹی پہنی ہوئی تھی۔ اس نے کہا دیکھا حرام کا مال کس طرح ضائع ہوتا ہے۔ مجھے خدا نے ایک اور چادر دے دی ہے تمہاری لنگوٹی کی لنگوٹی ہی رہی۔ تو حرام کا مال واقعی ضائع ہو جاتا ہے۔ جن کے ماں باپ امیر ہوں ان کی اولادیں ضائع کر دیتی ہیں پس اس لئے جزا سزا کا ایک دنیا میں بھی وقت ہے اور آخرت میں بھی ہوگا، آخرت کا زیادہ شدید ہوگا۔ تو جزا سزا کے دن سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہئے۔

فرماتے ہیں:

"""جزا و سزا دینا اُسی کے اختیار میں ہے اسی عالم سے جزا و سزا کا معاملہ شروع ہو جاتا ہے۔ جو نقب زنی کرتا ہے شاید ایک دفعہ نہیں تو دوسری دفعہ، دوسری دفعہ نہیں تو تیسری دفعہ ضرور پکڑا جاتا ہے۔ یا کسی اَور رنگ میں اُسے سزا مل جاتی ہے۔ یہ سزا کیا کم ہے کہ چور دولت کے لئے چوری کرتا ہے اور پھر بھی ہمیشہ مفلس اور غریب اور ذلیل رہتا ہے۔ ہم نے اس عالم میں خوب غور کر کے دیکھ لیا کہ جو سرگرمی سے نیکی کرتا ہے تو نیک نتیجہ پانے سے خالی نہیں رہتا اور جو بدی کرتا ہے ضرور بد نتیجہ بھگت لیتا ہے"۔ یہ ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْن﴾ کی حقیقی اور سچی تفسیر ہے۔

باقی آئندہ خطبہ میں انشاء اللہ، مَلِك کے متعلق، ان صفات سے متعلق مزید روشنی ڈالوں گا۔ آج جیسا کہ مجھے تنبیہ کی گئی تھی کہ آسان بات کرو، کھول کر کرو، پھیلا کرو تا کہ لوگوں کے سروں کے اوپر سے نہ گزر جائے۔ مَیں امید رکھتا ہوں کہ آج جو خطبہ مَیں نے دیا ہے وہ سب کی سمجھ میں آ گیا ہوگا۔

✿✿✿......✿✿✿✿......✿✿✿

بقیہ صفحہ: (8)

اردو کی وسیع پیمانہ پر ترویج و اشاعت کر کے اپنی انتھک مساعی اور شب و روز کوششوں اردو کو ایک مستقل تحریک کی شکل دے دی۔ قیام پاکستان کے بعد آپ کراچی میں تشریف لے آئے اور دیکھتے ہی دیکھتے پاکستان اور بھارت کے طول و عرض میں اردو کے فعال مراکز قائم کر دیئے جو آج بھی بدستور پوری دلجمعی، سرگرمی اور سرفروشی کیساتھ زریں ادبی خدمات بجا لا رہے ہیں۔ بابائے اردو ہاپوڑ (ضلع میرٹھ) کی قانون گو برادری سے خاندانی تعلق رکھتے تھے اور سر سید، شبلی حالی اور نواب محسن الملک کے ہم عصر تھے۔

(اردو جامع انسائیکلو پیڈیا- چیئر مین جسٹس ایس اے رحمان ناشر غلام علی اینڈ سنز لاہور اشاعت ۸۷-۱۹۸۸ء)

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

ولادت

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کو مورخہ ۱۱-۸-۲۰۰۱ کو دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ الحمد للہ۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وقف نو کی منظوری عطا فرماتے ہوئے "ثاقب محمود" نام تجویز فرمایا ہے۔ نو مولود کے نیک خادم دین اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر ۵۰ روپے۔ (فضل عمر محمود، مبلغ سملیہ، جھارکھنڈ)

PRIME AUTO PARTS

HOUSE OF GENUINE SPARES

AMBASSADOR &

MARUTI

P, 48 PRINCEP STREET

CALCUTTA- 700072 ☎2370509

شریف جیولرز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔

☎ دوکان: 0092-4524-212515

رہائش: 0092-4524-212300

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

غزل

قلب مضطر کو جو نینوں سے چھلکتے دیکھا
ہم نے بادل بھی نہ یوں کھل کے برستے دیکھا
بھول سکتا ہی نہیں تیری محبت پیارے
جب بھی یاد آئی تو اس دل کو بلکتے دیکھا
ہجر میں تیرے جو ویراں ہوا قلب احقر
مرغِ بسمل کی طرح اس کو تڑپتے دیکھا
ناؤ منجدھار میں ہو جس کی تھپیڑوں میں گھری
ایسے لاچار کو ساحل کو ترستے دیکھا
کرن امید کی آئے جو کنارے کی نظر
اس کی آنکھوں میں مسرت سے چمکتے دیکھا
ایک امید پہ قائم ہے زمانے کا وجود
ورنہ طوفاں سے کسے پار اترتے دیکھا
آنکھ چپ رہ کے بھی کہہ دیتی ہے دل کی حالت
قلبِ گریاں کو بھلا کس نے پگھلتے دیکھا
جب سے سوکھے ہیں مری آنکھوں کے سوتے جاناں
دل کے اس شہر کو پانی کو ترستے دیکھا
آنکھ کے پانی سے کرتے ہیں جو ہر دکھ کا علاج
ابتلاؤں سے انہیں ہم نے ڈرتے دیکھا

(خلیق بن فائق گورداسپوری)

حج بیت اللہ کی سعادت اور درخواست دعا

سال ۲۰۰۱ء کے شروع میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وادی کشمیر کے بائیس افراد مرد اور خواتین کو حج بیت اللہ کی سعادت اور روضہ نبوی ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ الحمد للہ۔ ان خوش قسمتوں کو اللہ تعالیٰ نے مقامات مقدسہ میں انفرادی اور اجتماعی طور پر عبادات اور دعاؤں کی توفیق عطا فرمائی۔ ان کے اسماء اسطرح ہیں۔ مکرم عبدالقدیر صاحب نائیک۔ مکرم شریف احمد صاحب ڈار۔ مکرم غلام احمد صاحب۔ (جماعت احمدیہ آسنور) مکرم عبدالرحمٰن صاحب ایتو۔ مکرم عبدالرشید صاحب میر۔ مکرم غلام رسول صاحب پڈر۔ مکرم محمد یعقوب صاحب میر۔ مکرم عبدالسلام صاحب پڈر۔ مکرم بشیر احمد صاحب گنائی۔ مکرم عبدالکریم صاحب گنائی۔ مکرمہ برکت بیگم صاحبہ۔ مکرمہ زہرہ بیگم صاحبہ۔ مکرمہ جانہ بیگم صاحبہ۔ (اہلیہ مکرم محمد یعقوب صاحب) مکرمہ رحمتی بیگم صاحبہ۔ مکرمہ زینہ بیگم صاحبہ۔ مکرم حمد اللہ صاحب نائیک۔ مکرمہ جانہ بیگم صاحبہ (اہلیہ عبدالسلام گنائی صاحب) (جماعت احمدیہ رشی نگر) مکرم محمد شفیع صاحب وانی۔ مکرمہ اہلیہ محمد شفیع صاحب وانی۔ (جماعت احمدیہ بانڈی پورہ) مکرم محمد سلیم خان صاحب۔ (جماعت احمدیہ مانلو) مکرم تنویر احمد خان صاحب۔ اہلیہ مکرم محمد یوسف خان صاحب۔ (سرینگر)

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے حج کو قبول فرمائے اور ان کی دعاؤں اور عبادات کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔ (عبدالحمید ٹاک امیر جماعت کشمیر)

کامیابی اور درخواست دعا

عزیز عبدالناصر ٹاک ابن مکرم ڈاکٹر عبدالمومن صاحب ٹاک ایم. ڈی. نیویارک امریکہ میں چھٹی جماعت کے طالب علم ہیں۔ عزیز موصوف نے اپنے سالانہ امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی جس پر انہیں اسکول کی جانب سے بطور اعزاز ایک قیمتی انگریزی ڈکشنری انعام میں ملی۔ عزیز نے یہ ڈکشنری اپنی طرف سے بطور تحفہ تعلیم الاسلام ہائی سکول یاری پورہ کشمیر کے پرنسپل صاحب کو دی۔ عزیز کی صحت و سلامتی اور دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (عبدالحمید ٹاک امیر جماعت کشمیر)

درخواست دعا

مکرم سامین خان صاحب حال مقیم کرڈاپلی اڑیسہ ان دنوں سخت بیمار ہیں انکی کامل شفایابی نیز مالی پریشانی دور ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر ۲۰ روپے (رفیق خان کرڈاپلی، اڑیسہ)

مالا بار کی قدیم علمی و دینی تاریخ

اور ملیالم اور اردو کا کردار

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت ربوہ

اٹھاون سال قبل کا یہ ایک یادگار واقعہ ہے کہ ۶-۷ نومبر ۱۹۴۳ء کو ٹاؤن ہال کالیکٹ (مالابار) میں ایک شاندار اردو کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کے افتتاحی اجلاس میں ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب معتمد انجمن ترقی اردو ہند نے خطبہ صدارت پڑھا جس میں جنوبی ہند کے مشہور خطہ مالابار کی تاریخ، عربوں کی آمد موپلا قوم کی عظمت اور اردو اور ملیالم کی افادیت واہمیت پر بڑے موثر اور محققانہ انداز میں روشنی ڈالی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے فاضلانہ خطاب میں حضرت مسیح موعودؑ کا نام لئے بغیر حضور کے اس نظریہ کی نہایت عمدگی اور کمال فصاحت و بلاغت سے ترجمانی فرمائی کہ اردو ہندوؤں اور مسلمانوں کی مشترک زبان ہے۔ (تحفہ گولڑویہ طبع اوّل صفحہ ۱۰۱ اشاعت یکم ستمبر ۱۹۰۲ء مطبوعہ قادیان)

اس کانفرنس میں مدراس، بنگلور، نیلچری، مایلاپرم، والے کاٹ، والے ناڈ اور شور نور وغیرہ پورے مالابار سے معزز مندوبین تشریف لائے ہوئے تھے۔ مہمانوں کے قیام کا تسلی بخش انتظام خان بہادر اتاکویا تنگل صاحب ایم ایل اے کے یہاں تھا جو موپلا قوم کے ایک بارسوخ اور مقتدر لیڈر اور پیشوا تھے۔

ذیل میں ڈاکٹر عبدالحق صاحب کے فاضلانہ خطاب کا اہم حصہ قارئین بدر کے اضافہ معلومات کیلئے سپرد قرطاس کیا جارہا ہے۔ موصوف نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

''حضرات! اقلیم ہند میں اِس خطّے کو کئی باتوں میں خاص امتیاز حاصل ہے۔ عرب تاجروں کی یہاں زمانہ قدیم سے آمدورفت رہی۔ دوسری صدی ہجری میں مسلمان عرب تاجر یہاں پہنچے اور یہیں بس گئے۔ ملیبار کی تجارت کلیۃً عربوں کے ہاتھ میں آگئی۔ تمام ساحلوں پر اُن کی زبردست آبادیاں تھیں جن میں سب سے اہم اور وقیع کالیکٹ میں تھی، جو مسلمان عربوں کی تجارت کا بہت بڑا مرکز تھا۔ کالیکٹ کے راجا زمورن کی بحری فوج انہی کے زیر کمان تھی اور راجا ر جو ملیبار میں سب سے بڑا اور قومی فرماں روا تھا) انہی کی جنگی قوت اور مدد سے اپنے حریفوں کو زیر کرنے میں کامیاب ہوا۔ یہ مسلمان بلا شرکت غیرے ساری بحری تجارت کے مالک تھے اور ان کے تجارتی تعلقات طرابلس اور مراکش تک پھیلے ہوئے تھے۔ ابنِ بطوطہ کا بیان ہے کہ ملیبار کے عرب تاجر نہایت متموّل تھے اور اُن کا ایک ایک ملک التجار اُن تمام کشتیوں اور جہازوں کا مال خرید سکتا تھا جو اس وقت وہاں موجود تھے اور پھر اتنے ہی مال سے لدے ہوئے جہاز تیار کر سکتا تھا۔ اِن تاجروں کے واسطے سے زمورن کے تعلقات مصر، ایران اور شالی ہند کی حکومتوں سے بہت گہرے ہوگئے تھے۔

جیسا کہ شیخ زین الدین نے اپنی تصنیف تحفۃ المجاہدین میں لکھا ہے۔ مسلمانوں کی خوش حالی اور اُن کی تجارت کی ترقی اِن راجاؤں کے الطاف والتفات کی بدولت تھی۔ وہ مسلمانوں کے عقائد و رسوم کا احترام کرتے تھے اور کبھی جبر و زیادتی نہ کرتے، حالانکہ مسلمانوں کی تعداد ان شہروں میں دسویں حصے سے زائد نہ تھی۔ مسلمان بھی اپنے راجاؤں کے نہایت وفادار اور خیر خواہ تھے اور لڑائیوں میں راجاؤں کے مخالفوں سے بڑی شجاعت اور جواں مردی سے لڑے اور بڑے بڑے معرکے سر کئے۔ ہندو رعایا سے بھی اُن کے تعلقات بڑے خوش گوار تھے۔ ہمیشہ باہم صلح و آشتی اور رواداری سے رہتے۔ اُن کے مذہبی رسوم اور آداب کا پاس کرتے اور کبھی دل آزاری کے مرتکب نہ ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوؤں کو مسلمانوں کے تموّل واقتدار اور اثر پر کبھی رشک و حسد نہ ہوا اور نہ اُن سے کسی قسم کا اندیشہ تھا۔ بلکہ ملیبار کے راجاؤں کو تجارتی مرکز قائم کرنے کی ترغیب دیتے رہتے تھے۔ اس سے اُن کے ملک کی خوش حالی اور آبادی تھی۔

یکایک جب پندرھویں صدی عیسوی کے آخری ایام میں پُرتگالیوں کا قدم ملیبار میں آیا تو اس مرفہ الحالی اور شادمانی پر اوس پڑگئی۔ خاص کر مسلمانوں کی تجارت و دولت کا تو خاتمہ ہی ہوگیا۔ ۱۴۹۸ء میں واسکوڈی گاما کا بیڑا ساحلِ کالیکٹ پر پہنچا تو سب سے پہلے گاما کی اجازت سے ایک پرتگالی (سزایاب قیدی) نے جہاز سے اتر کر ارضِ ملیبار پر قدم رکھا۔ پہلا شخص جس سے اُس کی مڈبھیڑ ہوئی ایک تونسی مسلمان تھا۔ اس نے اس پرتگالی کو دیکھتے ہی پوچھا ''تجھ پر خدا کی مار، تو یہاں کیسے پہنچا؟'' پرتگالی ہکابکا اسے دیکھنے لگا۔ وہ حیران تھا کہ جہاں کہیں ہم جاتے ہیں مور (مسلمان) پہلے سے موجود- پرتگال میں مور، سواحلِ افریقہ پر مور اور وہی مور پھر ہندوستان میں۔ جب اس کی حیرت ذرا کم ہوئی تو سوال کا جواب اس نے یہ دیا کہ ''ہم یہاں عیسائیوں اور گرم مسالوں کی تلاش میں آئے ہیں'' مطلب یہ کہ ہم عیسائی مذہب پھیلانے اور گرم مسالوں پر قبضہ کرنے آئے ہیں۔ یعنی وہ مبلغ اور مجاہد بھی تھے اور مہم جو تاجر بھی۔ انہوں نے یہ دو مقصد صلح و آشتی سے نہیں بلکہ تلوار کے زور اور عیاری و مکاری سے حاصل کئے۔ گوا کے گورنر نے (۱۵۴۵ء میں) بہت ٹھیک کہا تھا کہ ''ہم ایک ہاتھ میں صلیب اور دوسرے ہاتھ میں تلوار لئے ہندوستان میں وارد ہوئے ہیں'' ہندوستان کی پرتگالی حکومت کا صحیح تصور اُس سنگی تصویر سے بہ خوبی ہوتا ہے جو گوا میں ایوان وائس رائے کی محراب پر بنی ہوئی ہے۔ وہ ایک سینٹ (یعنی ولی) کی تصویر ہے جس کا مقدس قدم منہ کے بل پڑے ہوئے غریب ہندوستانی کی گردن پر ہے اور دستِ مبارک میں ننگی تلوار ہے جس کی نوک ہندوستان کی جانب ہے۔ اب آپ سمجھ لیجئے کہ جن کے ولی ایسے ہیں اُن کے شیطان کیسے ہونگے؟

ملیبار کے راجاؤں نے پرتگالیوں سے لطف و مہربانی کا برتاؤ کیا۔ مناسب رعایتیں کیں اور تجارت کیلئے آسانیاں دیں۔ لیکن انہوں نے اِن رعایتوں اور عنایتوں کا بہت بُرا بدلا دیا۔ اوّل اوّل زمینیں حاصل کیں اور تجارتی مرکز قائم کئے۔ پھر کوٹھیاں بنائیں۔ کوٹھیاں بناتے بناتے قلعے تعمیر کرنے لگے اور فوجیں بھرتی کرنی شروع کر دیں۔ جب تھوڑی بہت قوّت حاصل ہوگئی تو راجاؤں سے باقاعدہ معاہدے ہونے لگے۔ معاہدے کی شرطیں بڑی کڑی اور عجیب ہوتی تھیں۔ منشا یہ تھا کہ ملک میں سارا سیاسی اور تجارتی تسلّط اُن کا ہو اور راجا اُن کے ہاتھ میں کٹ پتلی بنے رہیں۔ جو یہ قبول نہ کرتا اس پر چڑھائی کر دیتے۔ ان شرائط میں سب سے مقدّم اور اہم شرط یہ ہوتی کہ مسلمانوں سے تجارتی اجارے چھین لو اور انہیں اپنے ملک سے خارج کردو۔ کالیکٹ کے راجا زمورن سے پرتگالیوں کی کبھی نہ بنی اور ان کے لڑائی جھگڑے آخر تک رہے۔ ایک بار واسکوڈی گاما اپنا بیڑا لے کر کالیکٹ پر چڑھائی کیلئے نکلا۔ زمورن نے اسے یکے بعد دیگرے چار پیام بھیجے۔ آخری پیام اس وقت بھیجا جب بیڑا کالیکٹ سے چار پانچ میل رہ گیا تھا۔ ان پیاموں میں یہ تھا کہ ''شکایت کا موقع ہے تو مجھے ہے نہ کسی اور کو''۔ گاما سمجھوتے پر رضامند ہوگیا۔ لیکن اس کا اصرار یہ تھا کہ صلح نامہ لکھے جانے سے پہلے راجا اس بات کا اقرار کرلے کہ تمام مسلمان شہر سے نکال دیئے جائیں گے۔ زمورن نے صاف انکار کردیا کہ یہ بالکل ناممکن ہے۔ گامانے فوراً شہر پر گولے برسانے شروع کردیئے۔ اس طرح جب شاہِ پُرتگال نے اپنا پہلا وائس رائے بھیجا تو اُسے ہدایت کی کہ وہ مسلمانوں کی تجارت کو نیست نابود کردے۔ اور مسلمان تاجروں کو کالیکٹ سے نکلوادے اور سلطانِ مصر کی بحری قوت کو بے کار کردے۔ وجہ یہ تھی کہ بغیر اس کے وہ اپنے قوی حریف راجا زمورن پر غلبہ نہیں پا سکتے تھے۔ مسلمان سب اس کے ساتھ تھے۔

پُرتگالیوں کو مسلمانوں سے قلبی عداوت تھی۔ تجارتی رقابت تو تھی ہی لیکن یوں بھی مسلمانوں سے اُن کا پُرانا بغض چلا آرہا تھا کیوں کہ یورپ میں مسلمان مسیحی قوّت کے قدرتی دشمن سمجھے جاتے تھے اور اس لئے وہ نہ صرف مسلمانوں کی تجارت بلکہ ساری قوم کے مٹادینے کی فکر میں تھے اور اسے وہ اپنا قومی اور مذہبی فرض سمجھتے تھے۔ چنانچہ جہاں کوئی مسلمان ان کے ہاتھ پڑ جاتا تو اسے طرح طرح کی اذیتیں اور عقوبتیں پہنچا کریا تو مار ڈالتے یا غلام بنالیتے۔ پُرتگالی نامور مورّخ بیروز لکھتا ہے کہ ''مسلمان خدا کے دشمن ہیں'' یہ ہندوستان کی پُرتگالی تاریخ کا نچوڑ ہے۔ ۱۵۰۲ء کا واقعہ ہے کہ ایک بہت بڑا پرتگالی بیڑا ہندوستان آرہا تھا۔ رستے میں اسے کالیکٹ کے خواجہ قاسم کے بھائی کا جہاز ملا جو مکّے سے واپس آرہا تھا۔ واسکوڈی گامانے اُسے ٹھیرا کر سارا مال واسباب لوٹ لیا۔ پرتگالی مورّخ فخروشان سے لکھتا ہے ''کیپٹن میجر (واسکوڈی گاما) نے جہاز مال اسباب سے خالی کرانے کے بعد سخت تاکید کی کہ اس میں سے کوئی مسلمان باہر نکلنے نہ پائے اور اُس کے بعد حکم دیا کہ جہاز کو آگ لگادی جائے''۔ اگرچہ مسلمانوں نے اپنا سارا سامان اُن کے حوالے کردینا منظور کرلیا تھا مگر ان کی خونی پیاس کو اس سے تسکین نہ ہوئی۔ اس سے بھی بڑھ کر ایک وحشیانہ حرکت اور سن لیجئے۔ زمورن کی پرتگالیوں سے لڑائی چھڑی ہوئی تھی انہی ایام میں چاول بھرے جہاز کالیکٹ آرہے تھے۔ جہاز لوٹ لئے گئے اور جہازی گرفتار کرلئے گئے۔ اس کے بعد کیپٹن میجر (گاما) نے حکم دیا کہ ''تمام جہازیوں کے ہاتھ، پاؤں، ناک، کان کاٹ لئے جائیں اور ایک کشتی میں بھردیئے جائیں اور اسی میں زمورن کے سفیر برہمن کو جو پرتگالی بدرقے کی حفاظت میں آیا تھا، سوار کردیا جائے۔ اس کے بھی ناک، کان، ہاتھ کاٹ لئے گئے۔ اِن

سب ناک، کان، ہاتھ پاؤں کا ہار گوندھ کر برہمن کے گلے میں پہنادیا اور اس میں ناریل کا ایک پتا بھی لگا دیا۔ یہ گویا راجا کیلئے تحفہ بھیجا جارہا تھا کہ وہ اس کا قورما پکا کر نوشِ جان کرے'' اس کے بعد کشتی کو آگ لگادی گئی۔ اس قسم کے شرم ناک مظالم اور تعصب و غارت گری کے واقعات سے اُن کی تاریخ بھری پڑی ہے۔

پرتگالیوں نے مسلمانوں کی ثروت واقتدار اور تجارت کو مٹا دیا، لیکن وہ خود بھی مٹ گئے۔ اب ہندوستان میں ان کی دو یادگاریں باقی ہیں۔ ایک تو پرتگالی زبان کے کچھ لفظ جو بعض ہندوستانی زبانوں میں اب تک پائے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ بگڑی ہوئی پرتگالی وہ بولی تھی جو ایک مدّت تک بندرگاہوں اور یورپین ساحلی آبادیوں میں لنگوافرینکا کا درجہ رکھتی تھی۔ نہ صرف دیسیوں اور یورپینوں میں بلکہ مختلف قومیت کے یورپینوں میں بھی بول چال کا ذریعہ یہی بولی تھی۔ لارڈ کلائو جن کے لب ودہن کبھی کسی ہندوستانی زبان سے آشنا نہ ہوئے وہ بھی اس کے جاننے والوں میں تھے۔ لیکن اب ہماری بعض زبانوں میں اس کے صرف چند لفظ رہ گئے ہیں اور ان کی نسبت بھی بہت کم لوگوں کو یہ علم ہو کہ یہ کہاں سے آئے ہیں۔ ان کی دوسری یادگار ان ذرّیات میں ہے جو کہیں عزّت ووقعت کی نظر سے نہیں دیکھی جاتی۔ برخلاف اس کے ان عرب مسلمانوں کی یادگار ماپلا قوم اس وقت بھی ملیبار میں اٹھارہ لاکھ سے کم نہیں اور اپنی شجاعت و شرافت، جفاکشی و محنت، غیرت و ہمت کیلئے مشہور ہے۔

... جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ ابتداء میں پرتگالیوں کے دو مقصد تھے۔ گرم مسالوں کی تجارت پر قبضہ اور عیسائی مذہب کی تبلیغ۔ مذہب کی اشاعت حکومت کے زور سے تھی یا دنیاوی لالچ سے۔ مثلاً نو عیسائیوں کو بعض محکموں میں ملازمتیں دی جاتیں۔ بحری و برّی فوج کی بھرتی سے مستثنیٰ کر دیا جاتا اور چاول تقسیم کر کے ان کی امداد کی جاتی۔ اس قسم کے عیسائی چاول عیسائی Rice Christian کے معزز لقب سے مشہور ہوگئے تھے۔ ان ترکیبوں سے بھی کچھ زیادہ کامیابی نہ ہوئی۔ ابتداء میں جو مبلغین آئے ناکام رہے۔ البتہ ۱۵۴۲ء میں جب فرانسس زیویر (جو بعد میں سینٹ زیویر کے نام سے مشہور ہوا) یہاں پہنچا تو ہندوؤں پر اُس کے زہد وریاضت کا بہت اثر ہوا اور ایک اچھی تعداد عیسائی ہوگئی۔ لیکن یہ عیسائی برائے نام تھے۔ زیویر ہندوستان کی زبانوں سے ناواقف تھا۔ وہ صرف عقائد، دس احکام، دُعا رٹوا دیتا تھا۔ بے چارے نو عیسائی اس کے ساتھ ساتھ توتے کی طرح ان الفاظ کو دہراتے جاتے تھے۔ آخر وہ مایوس اور بیزار ہو کر جاپان چل دیا۔ اس کا قول یاد رکھنے کے قابل ہے کہ لوگوں کے سامنے عیسائی مذہب پیش کرنا موت کا فتویٰ پیش کرنے کے برابر ہے۔ لیکن اس کے جانشین جے سواٹ مشنری انسانی فطرت کو اس سے بہتر سمجھتے تھے۔ انہوں نے یہاں والوں کا سا طرزِ ماندو بود اختیار کیا اور بڑی بات یہ کی جو کامیابی کا اصل گُر ہے یعنی یہاں کی زبانیں سیکھنی شروع کردیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزارہا آدمیوں نے عیسائی مذہب قبول کرلیا۔

یہی دشواری اُن قدیم عربوں کو پیش آئی تھی جو ملیبار میں بس گئے تھے۔ انہوں نے اس مشکل کو یوں آسان کیا کہ ایک طرف تو نو مسلموں کو عربی سکھانی شروع کی اور دوسری طرف مقامی لوگوں میں کام کرنے کیلئے خود ملیالم زبان سیکھی۔ چوں کہ ملیالم رسمِ خط مسلمان عربوں کیلئے بالکل غیر مانوس اور اجنبی تھا اس لئے انہوں نے یہ ترکیب نکالی کہ ملیالم عربی خط میں لکھنے لگے اس وقت بھی بعض مساجد میں ملیالم زبان کا خطبہ عربی رسم خط میں لکھا ہوا۔ پڑھا جاتا ہے۔ یہی طریقہ ہمارے صوفیوں اور درویشوں نے اختیار کیا تھا۔ جب وہ اس ملک میں آئے تو بالکل اجنبی تھے۔ وہ اجنبی، ان کی زبان اجنبی۔ ان کے طور و طریق اجنبی، وہ ملک کے دور دراز مقامات میں پہنچے جہاں ماحول، طرزِ معاشرت اور حالات اُن کیلئے بالکل نئے تھے۔ وہ وہاں گئے وہاں کی زبان سیکھی اور اُسی میں تعلیم و تلقین کی، جس کے اثر سے لاکھوں بندگانِ خدا حلقہ اسلام میں داخل ہوگئے۔ ان واقعات کے بیان کرنے سے میرا منشا یہ ہے کہ آپ کو معلوم ہو کہ دین و دنیا دونوں کے معاملات میں زبان کا کس قدر دخل ہے۔ زبان اور ادب جن میں سے خیالات ڈھل کر نکلتے ہیں، دماغی اور ذہنی تہذیب و ترتیب کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ زبان کے علم اور مطالعے نے قوموں کو ایک دوسرے کے قریب لانے اور ملانے میں بڑا کام کیا ہے۔ جہاں زبان ایک نہیں خیالات ایک نہیں وہاں دل بھی ایک نہیں۔

ہمارے ہندوستان جنّت نشان میں جہاں بہت خوبیاں ہیں وہاں کچھ عیب بھی ہیں، اور سب سے بڑا عیب زبان کا ہے۔ دس بیس نہیں سیکڑوں بولیاں بولی جاتی ہیں۔ یہ مصیبت آج کی نہیں صدہا ہزارہا سال سے چلی آرہی ہے۔ پہلے زمانے میں ایک مشترک اور عام زبان کی چنداں ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ ہر علاقہ بجائے خود ایک ملک تھا۔ اس کی زبان بھی الگ تھی، آمدورفت کے وسائل بھی محدود تھے۔ اس لئے مختلف علاقوں کے تعلقات بھی باہم بہت کم رہے۔ اِن وجوہ سے نہ تو کوئی ایسی زبان بننے پائی اور نہ کسی کو اس کا خیال آیا۔ ضرورت ستاتی ہے تو طرح طرح کی سوجھتی ہے، ضرورت کی خلش نہیں ہوتی تو تدبیر کی سوتیں بند ہو جاتی ہیں۔ لیکن زمانۂ دراز کے بعد حالات نے کچھ ایسا پلٹا کھایا کہ نا معلوم طور پر خود ہمارے ہاتھوں اس کا سامان ہوگیا۔ جس طرح دراوڑی، آریا، یونانی، ایرانی وغیرہ قومیں اس ملک میں آئیں اسی طرح مسلمان بھی یہاں پہنچے۔ جب دہلی میں ان کی حکومت کو استقلال ہوا تو وہ یہیں بس گئے اور اسی ملک کے ہوگئے تو ملک والوں سے میل جول بڑھنے، دن رات ایک ساتھ اٹھنے بیٹھنے، کاروبار اور معاملات میں ملنے جلنے، درباروں، لشکروں، دفتروں میں ساتھ ساتھ رہنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کی اور مسلمانوں نے ہندوؤں کی زبان سیکھنی شروع کی۔ مسلمان ہندی لفظ اور ہندو فارسی لفظ اپنی بول چال میں استعمال کرتے کہ ایک دوسرے کی بات آسانی سے سمجھ سکیں۔ جب دو مختلف زبانوں کے بولنے والوں کو ایک جا رہنے کا اتفاق ہوتا ہے تو وہ اسی قسم کی کوشش کرتے ہیں جیسا آج کل ہم چھاونیوں میں دیکھتے ہیں غرض یہ کہ قدرت نے سامان بہم پہنچایا، ضرورت نے اس سے کام لیا اور ایک ایسی زبان کا ڈول پڑا جس میں ہندو مسلمان برابر کے شریک تھے۔ اس کے بننے میں نہ کسی حکومت کا ہاتھ تھا نہ کسی بادشاہ کی اُپج، نہ پنڈتوں اور مولویوں کا فتویٰ اور نہ کسی انجمن یا بزم کی سعی۔ اسے ضرورت نے پیدا کیا۔ یہ وقت کا تقاضا تھا اور وقت کا تقاضا اٹل ہوتا ہے۔

ایک بڑی بات اُردو کے حق میں یہ ہے کہ یہ بنا سی گئی مقبول ہوئی۔ اس کی مقبولیت فارسی اور انگریزی کی سی مقبولیت نہیں۔ فارسی حکومت کی زبان تھی۔ اس کی بدولت دربار سرکار میں رسائی ہوتی اور چھوٹے بڑے عہدے اور منصب ملتے۔ یہی حال اب انگریزی کا ہے۔ اس کی پشت پر حکومت ہے، دولت ہے اور دنیاوی فائدے ہیں۔ یہ دونوں باہر سے آئیں اور اہل ملک نے ان کی تحصیل حکومت تک پہنچنے اور دفتری خدمات حاصل کرنے کیلئے کی۔ قطع نظر ان مادی فوائد کے ان میں علمی اور تہذیبی پہلو بھی تھا۔ برخلاف اس کے اُردو ابتداء میں اِن سب فضیلتوں سے محروم تھی۔ یہ حکومت کی سرپرستی کی کنوڈی تھی۔ نہ حصول دولت و جاہ کا ذریعہ اور نہ اسے علمی، ادبی یا تہذیبی شان کا شرف حاصل تھا لیکن باوجود اس کے حیرت انگیز سرعت کے ساتھ ملک کے دور دراز گوشوں میں جا پہنچی۔ مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ جہاں کہیں پہنچی قبولِ عام سے سُرخ رو ہوئی مقبولیت کا ایک بڑا ثبوت یہ ہے کہ اکثر صوبے اس کے جنم بھومی کے دعوے دار ہیں۔ اہل پنجاب کا دعویٰ ہے کہ اس کی آنول نال یہیں گڑی ہے۔ غزنوی حکومت پنجاب میں آئی تو اس وقت اس نے وہاں جنم لیا۔ دہلی اور یوپی والے کہتے ہیں کہ دلّی میں جب اسلامی حکومت کو استقلال حاصل ہوا تو دلی میرٹھ کی آس پاس کی بولی پر فارسی کی قلم لگی اور ایک نئی بولی وجود میں آئی۔ اہلِ گجرات کہتے ہیں کہ یہ بیج یہیں اُپجا، یہیں اس میں کلّے پھوٹے اور یہ سوغات یہاں سے ملک کے دوسرے حصوں میں پہنچی۔ اہلِ دکن کا دعویٰ ہے کہ دکن میں اوّل اوّل اس نے اَدبی حیثیت حاصل کی اور یہاں سے شمالی ہند پہنچی۔ بعض دوسرے صوبوں کو بھی اس قسم کا دعویٰ ہے۔ اِن سب کے دعوے حق بجانب ہیں، کیوں کہ کسی ایک کی زبان نہیں، سب کی ہے اور پھر آپ کی کیوں نہ ہو؟ سب کی کیوں کر؟۔ اگرچہ ابتداء میں ہندو مسلم میل جول سے بنی، لیکن جب اس کا رواج بڑھا تو دوسری قوموں نے بھی اسے خوشی خوشی قبول کیا۔ سکھ، پارسی، انگریز، یورپین، اینگلو انڈین، سب ہی نے اس سے کام لیا۔ اس میں کام کیا اور اس کی اشاعت و ترقی میں مدد دی۔ آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ ایک سو سے زیادہ یورپین اور اینگلو انڈین اُردو کے شاعر ہیں۔ جن میں سے بعض کے ضخیم دیوان موجود ہیں۔ ہندوستان کی کوئی دوسری زبان قبولِ عام کا یہ دعویٰ نہیں کر سکتی۔ اس لئے ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ یہ سب کی زبان ہے اور ہندوستان کی اگر کوئی مشترک اور عام زبان ہو سکتی ہے تو یہی ہے''۔

(اخبار ہماری زبان ''دہلی پہلی دسمبر ۱۹۴۳ء صفحہ ۲ تا ۵)

اتفاق یا تصرّف الٰہی

شاید معزز قارئین اسے محض اتفاق سے تعبیر فرمائیں گے مگر میں اسے خالص تصرف الٰہی سمجھتا ہوں کہ ہندو مسلم کی مشترک زبان کی علمبردار اور پر جوش داعی تنظیم - انجمن ترقی اردو ہند- حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب تحفہ گولڑویہ کی اشاعت ستمبر ۱۹۰۲ء کے صرف چند ماہ بعد ۱۹۰۲ء کے اواخر اور ۱۹۰۳ء کے اوائل میں مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علیگڑھ کے ایک ذیلی ادارہ کی حیثیت سے قائم ہوئی پہلے سیکرٹری اس کے علامہ شبلی نعمانی تھے ۱۹۱۲ء میں ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب (۱۸۷۰ء-۱۹۷۱ء) ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ کے شعبہ ترقی اردو کے معتمد مقرر ہوئے تو وہ انجمن ترقی اردو کا مرکزی دفتر اورنگ آباد میں لے آئے جہاں آپ صدر مہتمم صوبہ اورنگ آباد کی حیثیت سے ملازم تھے۔ ملازمت سے سبکدوشی کے بعد انہوں نے پوری زندگی اردو کے فروغ و ترقی اور اشاعت کیلئے وقف کردی اور اورنگ آباد سے منتقل ہو کر ڈاکٹر انصاری مرحوم کی کوٹھی میں انجمن ترقی اردو کا دفتر قائم کر لیا اور زبان

باقی صفحہ (6) پر ملاحظہ فرمائیں

Okounfo (بینن - مغربی افریقہ) میں جماعت کا نفوذ

بادشاہ کے قبول اسلام سے اسی وقت گاؤں کے پانچ ہزار عیسائیوں نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام قبول کر لیا

تین ماہ کے اندر نو احمدیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک خوبصورت وسیع مسجد کی تعمیر

...............اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے غیر معمولی نشانات...............

﴿رپورٹ حافظ احسان سکندر - امیر و مبلغ انچارج بینن﴾

بینن کے شمال میں ایک گاؤں جس کا نام Okounfo ہے وہاں ۱۹۹۹ء میں ہمارے دو لوکل مبلغین الفا بشعی محمد اور الفاذ کریا تبلیغ کے لئے گئے۔ وہاں جا کر انہوں نے پوچھا کہ کیا یہاں کوئی مسلمان ہے؟ تو گاؤں والوں نے جواب دیا کہ یہاں کوئی مسلمان نہیں ہے اور ہم سب کے سب گاؤں والے پکے عیسائی ہیں۔ ہاں صرف ایک مسلمان ہے جو کہ ایک چھوٹے سے کمرے میں اکیلا ہی بیچارہ عبادت کرتا رہتا ہے۔

ہمارے مبلغین اس کے پاس گئے۔ اس نے کہا کہ مَیں نے بڑی کوشش کی ہے کہ یہ لوگ اسلام قبول کر لیں اور ہر ایک کو بڑی تبلیغ کی ہے مگر سب نے انکار کیا ہے۔ مَیں نے بڑی دعائیں کیں کہ اے میرے اللہ کیا اس گاؤں کے ہزاروں لوگوں میں سے صرف تُو نے مجھے ہی اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے اور باقی سب عیسائیت کے لئے۔ یا اللہ ان کو مسلمان بنا دے تاکہ ہم سب مل کر تیری عبادت کریں۔ اس نے بتایا کہ میرا نام ابو بکر ہے اور مَیں اس چھوٹے سے کمرے میں اکیلا ہی اذان دیتا ہوں، پھر اکیلا ہی اقامت کہتا ہوں اور اکیلا ہی نماز پڑھتا ہوں۔

ہمارے مبلغین نے اس کی باتیں سننے کے بعد اسے احمدیت کا پیغام پہنچایا اور اس کو خوب تبلیغ کی۔ اس نے یعنی ابو بکر نے اسی وقت احمدیت قبول کر لی اور کہا کہ ہاں آج خدا نے میرے دل کی دعائیں سن لی ہیں۔ اس نے یہاں اسلام کے مددگار آخر کار بھیج ہی دیئے ہیں اور آپ لوگ میرے لئے کسی فرشتہ سے کم نہیں ہیں۔

پھر ہمارے مبلغین نے اسے پوچھا کہ اس گاؤں میں کیسے تبلیغ کی جائے؟۔ اس پر ابو بکر نے کہا کہ انہیں تبلیغ کرنی ہے تو پہلے ان کے بادشاہ (King) کو (جو کہ خود عیسائی ہے) تبلیغ کرو۔ ہمارے مبلغین نے کہا کہ ٹھیک ہے تم ہمیں بادشاہ کے پاس لے چلو۔ ابو بکر نے کہا کہ وہ تو بڑا ہی سخت انسان ہے اور کٹر عیسائی ہے۔ مَیں اس کے پاس جانے سے ڈرتا ہوں مگر آپ جائیں اور خدا کے لئے اسے تبلیغ کریں۔

شام کے وقت ہمارے مبلغین اس سے ملے، اس کو اسلام کے متعلق سمجھایا، اپنے آنے کا مقصد بتایا اور احمدیت کا پیغام دیا اور بڑے احسن رنگ میں اسے تبلیغ کی۔

اگلے ہفتہ ہمارے مبلغین اس سے ملنے کے لئے گئے۔ اس ملاقات میں اسے احمدیت کی تبلیغ کی گئی اور نظام جماعت کے متعلق سمجھایا، نیز خلافت کا بھی تعارف کروایا گیا۔ بادشاہ نے یہ سب باتیں بڑے غور اور شوق سے سنیں۔ سب سے آخر پر اسے قبول احمدیت کی دعوت دی گئی اور اسے کہا گیا کہ اب تمام صورتحال تم پر واضح ہو گئی ہے لہٰذا اب تم بیعت کر کے احمدی ہو جاؤ۔

بادشاہ (King) نے کہا کہ جو باتیں آپ نے کہی ہیں وہ تو سب درست اور صحیح ہیں اور مجھے پسند آئی ہیں مگر قبول احمدیت کے لئے مجھے اپنے درباریوں اور وزیروں سے مشورہ کرنا ہوگا۔ اس کے بعد ہی مَیں آپ کو فیصلہ دے سکوں گا۔ لہٰذا آپ اگلے منگل کو آجائیں۔

ہمارے مبلغین واپس آگئے اور تمام جماعت کو اس بادشاہ (King) کے متعلق بتایا اور دعا کی تحریک کی۔ قریبی جماعتوں کو بھی دعا کے لئے کہا گیا، نیز قریبی ملکوں کے امراء کو بھی دعا کے لئے خطوط لکھے گئے۔ صدقہ بھی دیا گیا اور حضور انور ایدہ اللہ کو بھی دعا کے لئے خط لکھا گیا۔ تہجد کی نماز بھی ادا کی گئی اور خصوصیت سے دعائیں کی گئیں۔

منگل کے روز ہمارے مبلغین وقت مقررہ پر اس گاؤں کے لئے روانہ ہوئے۔ گاؤں میں پہنچنے سے قبل ہی وہاں کے عیسائی لوگوں اور چند پادریوں نے ہمارے مبلغین کی گاڑی کو روک لیا اور کہا کہ تم ہمارے بادشاہ (King) اور گاؤں والوں کو مسلمان بنانا چاہتے ہو۔ ہم تمہیں ہرگز ایسا نہیں کرنے دیں گے لہٰذا بہتر ہے کہ تم یہیں سے واپس چلے جاؤ ورنہ یہاں خون خرابہ ہو جائے گا۔

ہمارے مبلغین نے کہا کہ سب جماعت اور خلیفۂ وقت کی دعائیں ہمارے ساتھ ہیں لہٰذا آج ضرور ہم نے بادشاہ (King) کا فیصلہ سن کر ہی یہاں سے جانا ہے۔ ہمارے مبلغین نے ایک قریبی پولیس سٹیشن سے رابطہ کیا اور تمام صورتحال بتائی۔ انہوں نے ہمارے مبلغین کے ساتھ دو پولیس والے مع ہتھیاروں کے بھیج دیئے۔ جب پادریوں نے پولیس کو دیکھا تو راستے سے ہٹ گئے۔ مبلغین بادشاہ (King) کے محل میں پہنچے تو وہ سب درباریوں اور وزیروں سمیت انتظار کر رہا تھا۔ بادشاہ (King) سے ملے اور اس سے پوچھا کہ اب آپ ہمیں بتائیں کہ آپ کا فیصلہ کیا ہے۔ ہم آج آپ کا فیصلہ سننے کے لئے آئے ہیں۔ اور بتایا کہ آپ کے لئے دعا کے واسطے ہم نے اپنے خلیفہ کو بھی خط لکھا ہے لہٰذا ہمیں بڑی امید ہے۔ بادشاہ (King) اپنی پوری وجاہت کے ساتھ تمام درباریوں کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا کہ میرا فیصلہ یہ ہے کہ مَیں آج سے مسلمان ہوتا ہوں اور مجھے اسلام پسند ہے اور مَیں عیسائیت سے توبہ کرتا ہوں۔ خدا میرے گناہ بخش دے۔ نیز آج سے میرا نام "عبدالسلام" ہے اور اس نے بآواز بلند کلمہ شہادت پڑھ لیا۔ پھر اپنے درباریوں اور وزیروں کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا کہ میرا فیصلہ تو آپ سب نے سُن لیا ہے مگر اب مَیں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ میں سے کون کون میرے ساتھ ہے یعنی میرے ساتھ کون کون مسلمان ہونا چاہتا ہے۔

یہ بڑی مشکل گھڑی تھی نیز خدائی نشان کا بھی وقت تھا۔ آخر کار سب درباریوں اور وزیروں نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم اپنے بادشاہ (King) کے پیچھے ہیں۔ اگر ہمارا بادشاہ (King) مسلمان ہو گیا ہے تو آج سے ہم سب بھی مسلمان ہیں۔ اور اسی وقت اس گاؤں کے پانچ ہزار عیسائیوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اللہ اکبر۔ فالحمد للہ

اس کے بعد بادشاہ (King) نے جو پہلا سوال کیا وہ یہ تھا کہ اب ہم مسلمان ہو گئے ہیں لہٰذا ہماری تربیت اور نماز کے لئے یہاں مسجد بھی ہونی چاہئے۔ یعنی مسجد بننے سے پہلے ہی پانچ ہزار نمازی تیار تھے۔ فوری طور پر تو ابو بکر کے گھر میں نمازیں ادا کی گئیں۔ ابو بکر تو اتنا خوش تھا کہ ہمارے مبلغین سے ملتا تھا اور رو رو کر دعائیں دیتا تھا کہ آپ نے تو معجزہ کر دکھایا۔

تین ماہ کے عرصہ کے اندر اس گاؤں میں جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک بڑی مسجد بنائی گئی اور یہ مسجد بھی اب چھوٹی ہو گئی ہے کیونکہ ہر وقت وہاں نمازی موجود ہوتے ہیں اور کثرت سے ہوتے ہیں۔

قارئین سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہماری حقیر کوششوں میں برکت ڈالتا رہے اور اپنے بے انتہا فضلوں اور نصرت و تائید سے نوازتا رہے۔ مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں تمام لوکل احباب نے وقار عمل کی نیت سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

...... دعائے مغفرت ......

خاکسار کے ماموں و خسر محترم جمعہ خان صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ پنکال ۱۲ ستمبر ۲۰۰۱ کو صبح ساڑھے گیارہ بجے بعمر ۷۵ سال اپنے آبائی گاؤں پنکال میں وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون موصوف پیدائشی احمدی تھے اپنے آپ کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کیلئے تیار رکھتے تھے۔ موصوف ۱۵ سال جماعت احمدیہ پنکال کے صدر کے عہدہ اور ۱۵ سال سے زائد عرصہ سیکرٹری مال کے عہدہ پر فائز رہے اور ہر دو ذمہ داریوں کو حسن و خوبی نبھایا موصوف چالیس سال سے زائد عرصہ دفتر تعلیم کے تحت گاؤں کے نوجوانوں اور بچوں کی تعلیم و تربیت کی خدمت کا کام سرانجام دیتے رہے موصوف نیک تہجد گزار، صوم و صلوۃ کے پابند، مہمان نواز، غریب پرور تھے موصوف مکرم مولوی منیر احمد خان صاحب مبلغ ہریانہ کے والد ہیں اچانک سینہ میں درد کی شکایت ہوئی اور طبیعت بگڑ گئی اور اپنے مولیٰ حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے ۱۳ ستمبر ۲۰۰۱ پنکال میں ہی تدفین عمل میں آئی مرحوم کی نماز جنازہ غائب ۱۴ ستمبر بروز جمعۃ المبارک مسجد اقصیٰ قادیان میں پڑھائی گئی۔ مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(مولوی عبدالحق انسپکٹر وقف جدید۔ قادیان)

دُعاؤں کے طالب

محمود احمد بانی

منصور احمد بانی | اسد محمود بانی

کلکتہ

BANI®

موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:

Late Mian Muhammad Yusuf Bani

(1908 - 1968)

AUTOMOTIVE RUBBER CO.

BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS

5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072

: SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236- 2096, 236 -4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

ذ... ذہبے باز خواں

سر محمد اقبال اور احمدی فرقہ

ڈاکٹر سر محمدؐ اقبال نے انجمن حمایت اسلام لاہور سے اس بنا پر استعفاد ے دیا ہے کہ اس انجمن میں احمدی فرقہ کے لوگ بھی شامل ہیں او راب استعفا کو واپس لینے کی ایک شرط یہ لگائی ہے کہ انجمن احمدیوں کو اپنی ممبری سے خارج کردے اب سے مدت پہلے ڈاکٹر صاحب نے ایک مضمون لکھ کر ثابت کرنا چاہا تھا کہ احمدی اور قادیانی کافر ہیں اور مسلمانوں کی جماعت سے الگ سمجھ کر حکومت انہیں ایک علیحدہ اقلیت قرار دے۔ ...

ڈاکٹر صاحب کے اس مضمون پر بھی ہمیں افسوس ہوا تھا اور اب انجمن حمایت اسلام کے ساتھ ان کی اس ضد پر بھی افسوس ہے ہماری رائے میں ڈاکٹر صاحب کے یہ دونوں فعل عوام الناس کو خوش کرنے کیلئے ہیں جن قادیانیوں اور احمدیوں کے خلاف ناراضگی پھیلا دی گئی ہے ہمیں ڈاکٹر صاحب کے سیاسی مسلک سے ہمیشہ اختلاف رہا ہے لیکن ہمارا دل چاہتا ہے کہ وہ اپنے غیر سیاسی خیالات ہی میں بلند ثابت ہوں مگر ان کے یہ دونوں فعل ان کی جیسی پوزیشن کے آدمی کو اونچا کرنے والے نہیں عوام کی ہاں میں ہاں ملانا کسی با اصول آدمی کا کام نہیں ہوسکتا۔

سب سے زیادہ حیرت کا مقام یہ ہے کہ ابھی کچھ مدت پہلے ڈاکٹر صاحب صرف احمدیوں کو...... مسلمان سمجھتے تھے چنانچہ تحریک کشمیر کی صدارت کیلئے خود انہوں نے مرزا بشیر الدین محمود صاحب کو نامزد کیا اور ان کی ماتحتی میں کام کیا گیا تھا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ڈاکٹر صاحب چند ماہ پہلے تک احمدیوں او رقادیانیوں کے عقائد سے ناواقف تھے؟ یہ عقائد ملک کے سامنے تیس چالیس سال سے موجود ہیں اور ڈاکٹر صاحب جیسے ذی علم آدمی سے مخفی نہ تھے پھر اُنہوں نے اب تک کیوں خاموشی اختیار کی پبلک کا حق ہے کہ ڈاکٹر صاحب اس سوال کا جواب دیں۔ اور اسے مطمئن کردیں۔ اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب سر آغا خان کو صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کا رہنما یقین کرتے ہیں۔ معمولی رہنما نہیں بلکہ سب سے بڑا رہنما۔ حالانکہ احمدیوں او رقادیانیوں کے کفر اسلام پر بحث ہوسکتی ہے مگر آغا خان کا معاملہ کسی بحث کا متحمل ہی نہیں سلف سے خلف تک تمام علماء اسلام متفق ہیں کہ آغا خان کا فرقہ اسلام سے ہرگز کوئی تعلق نہیں رکھتا بلکہ خود اس فرقہ کو بھی تسلیم ہے کہ وہ مسلمان نہیں ہے کیونکہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کا منکر ہے ڈاکٹر صاحب کو بتانا چاہئے کہ آخر وہ سر آغا خان کو کس بنا پر مسلمان سمجھتے ہیں کیا قادیانیوں اور احمدیوں سے ان کے عقائد اچھے ہیں؟ کیا ان کے عقائد کسی لحاظ سے بھی اسلامی قرار دیئے جاسکتے ہیں؟

اہل سنت والجماعت کا فیصلہ ہے کہ جو شخص بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتا اور مسلمانوں کی سی نماز پڑھتا ہے وہ مسلمان ہے بلاشبہ عقائد دین سے انکار کفر کا مستلزم ہے مگر تاویل کرنے والا باتفاق علمائے اسلام کافر نہیں ہوسکتا یہی سبب ہے کہ ہم آج تک شیعوں اور احمدیوں قادیانیوں کے خلاف کفر کے فتووں کو تسلیم نہ کرسکے کیونکہ جہاں تک ہمیں معلوم ہے یہ فرقے عقائد دین سے انکار نہیں کرتے بلکہ تاویل کرتے ہیں ان کی تاویل کتنی ہی غلط ہو صریح انکار کی عدم موجودگی میں کفر تک پہنچ نہیں سکتی۔

ہم نہ شیعہ ہیں اور نہ احمدی نہ قادیانی مگر ہم دین کے نام پر مسلمانوں کو فتنہ وفساد میں مبتلا کرنا روا نہیں سمجھتے۔ ہماری رائے میں اس قسم کے تمام جھگڑوں کو چھوڑ کر صحیح عقائد دین کی تبلیغ کرنا چاہئے تاکہ گمراہ حق کی طرف لوٹ آئیں عقائد دین کتاب اللہ میں موجود ہیں اور سنت رسول اللہ ﷺ ان کی تفسیر و تشریح کرتی ہیں۔

ڈاکٹر اقبالؔ کے لئے اور دوسرے تمام لوگوں کیلئے کرنے کا کام یہی ہے کہ کتاب و سنت کی اشاعت کریں گمراہیوں کا از خود قلع قمع ہو جائے گا عوام الناس کی اصلاح کرنا چاہئے نہ کہ ان کی ہاں میں ہاں ملا کر نئی گمراہیوں کا دروازہ کھولنا چاہئے۔

(بحوالہ اخبار نور قادیان 17.2.1936)

چنئی میں مجلس انصار اللہ تامل ناڈو کا پہلا صوبائی اجتماع

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے مجلس انصار اللہ تامل ناڈو کا پہلا صوبائی اجتماع مورخہ ۱۸۔۱۹۔اگست ۲۰۰۱ کو چنئی مشن ہاؤس میں منعقد ہو کر کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ اس اجتماع میں مکرم و محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد صدر مجلس انصار اللہ بھارت کے علاوہ تامل ناڈو کی گیارہ مجالس کے نمائندوں نے شرکت کی ۱۸۔۸۔۲۰۰۱ کو قریباً گیارہ بجے مکرم ایم بشارت احمد صاحب نائب امیر چنئی کی زیر صدارت مکرم ایم نعیم احمد صاحب کی تلاوت قرآن کریم اور اے. این. اے. رحمت اللہ صاحب کی اردو نظم خوانی سے افتتاحی اجلاس کا آغاز ہوا نظم خوانی سے پہلے مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ بھارت نے انصار اللہ کا عہد دہرایا مکرم شرف الدین صاحب نے تامل زبان میں نظم پڑھی۔ اسکے بعد خاکسار نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام پڑھ کر سنایا نیز صوبائی امیر صاحب اور مکرم امیر صاحب چنئی کے پیغام بھی احباب کو پڑھکر سنائے گئے اسکے بعد مکرم نائب امیر صاحب چنئی نے اپنے صدارتی خطاب میں انصار کو انکی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی بعد ازاں محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے اختتامی خطاب فرماتے ہوئے اجتماعات کی غرض وغایت واہمیت کو مختلف پیرایوں میں وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا دوپہر ایک بجے سے مکرم ایم کے محمد ابراہیم صاحب زعیم مجلس انصار اللہ کوئمبٹور کی صدارت میں جلسہ منعقد ہوا جس میں مختلف علمی مقابلہ جات ہوئے۔

۱۹ تاریخ کی صبح بعد نماز فجر انصار اللہ کے مختلف ورزشی مقابلہ جات ہوئے اختتامی اجلاس خاکسار کی زیر صدارت ہوا مکرم اے. ایم. ایس. شریف احمد صاحب نے تلاوت کی مکرم منصور احمد صاحب نوجوان نے اور جناب شرف الدین صاحب نے نظم پڑھی بعدہ خاکسار نے مجلس انصار اللہ کا قیام اسکی غرض وغایت اور پس منظر سے احباب کو آگاہ کیا اس کے بعد مکرم محمد علی صاحب شنکرن کوئل مکرم مولوی ایم رفیق احمد صاحب، مکرم مولوی محمد ایوب صاحب اور سابق ناظم انصار اللہ تامل ناڈو اور مکرم محمد کریم اللہ صاحب نے تقریر کی بعدہ مقابلہ جات میں اول دوم سوم آنے والوں کو انعامات دیئے گئے نیز مجلس انصار اللہ کی طرف سے امسال تامل ناڈو کے دسویں اور بارہویں جماعت میں نمایاں نمبر حاصل کرنے والے احمدی طلباء کو تمغہ دیا گیا بعدہ مکرم صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے اختتامی خطاب فرمایا اور اجتماعی دعا کرائی اور اسطرح یہ جلسہ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ (ایم خلیل احمد ناظم انصار اللہ تامل ناڈو)

.... پنجاب کی مختلف جماعتوں میں ....

تربیتی اجلاسات کا انعقاد

گدلی (ضلع امرتسر)...... مورخہ ۸ اگست ۲۰۰۱ بروز سوموار مکرم رفیق احمد طارق صاحب سرکل انچارج کی زیر صدارت جلسہ کی کاروائی خاکسار کی تلاوت قرآن مجید اور مکرم مولوی نثار احمد ڈار معلم کی نظم سے شروع ہوئی بعدہ مکرم رفیق احمد طارق صاحب نے ایک گھنٹہ پنجابی مین نو مبائعین کی تربیت اور تبلیغی اور تربیتی امور پر خطاب فرمایا جس سے حاضرین پر بہت اچھا اثر پڑا دوسرے روز زیر تبلیغ غیر مسلم احباب میں سے ۱۹ بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ ہماری مساعی میں غیر معمولی برکت ڈالے۔ آمین۔ (طارق محمود، گدلی، امرتسر)

جمال پور (ضلع امرتسر)...... مورخہ ۱۶۔۸۔۲۰۰۱ بعد نماز مغرب و عشاء مکرم منگل دین صاحب صدر جماعت احمدیہ جمال پور کے گھر میں جلسہ کا انعقاد ہوا خاکسار نے تلاوت قرآن مجید کی اور نظم بھی پڑھی بعدہ مکرم رفیق احمد طارق صاحب نے بزبان پنجابی تربیتی امور پر تقریر کی اس کے بعد خاکسار نے نو مبائعین کا شکریہ ادا کیا اور انکی حوصلہ افزائی کی آخر پر صدر صاحب نے اجتماعی دعا کرائی اور جلسہ ختم ہوا۔ (نثار احمد معلم)

تھراج (ضلع موگا)...... مورخہ ۷۔۸۔۲۰۰۱ کو مکرم جمیل خان صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت جلسہ منعقد ہوا تلاوت قرآن مجید عزیز تاج محمد صاحب نے کی اور نظم عزیزہ بشریٰ بی بی نے پڑھی بعدہ مکرم مولوی انیس احمد صاحب سرکل انچارج تھراج نے خلافت کے عنوان سے تقریر کی دوسری تقریر خاکسار نے سیرت حضرت مسیح موعودؑ پر کی تین سو سے زائد افراد نے جلسہ میں شرکت کی۔ صدر جلسہ کی دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (بلال احمد، مبلغ تھراج)

مھروں (ضلع موگا)...... مورخہ ۲۵۔۷۔۲۰۰۱ کو مکرم نواب دین صاحب کی زیر صدارت جلسہ ہوا عزیز بشیر محمد نے تلاوت کی مکرم مولوی غلام احمد صاحب مبارک نے نظم پڑھی پہلی تقریر مکرم مبارک احمد صاحب تقویٰ نے کی اور پابندیٔ نماز کی طرف توجہ دلائی دوسری تقریر مکرم مولوی عبد الحفیظ صاحب ہوسان نے سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کی اور صدر جلسہ کی دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا

پکھوں کلاں (ضلع سنگرور)...... مورخہ ۲۔۸۔۲۰۰۱ کو مہر دین صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت جلسہ ہوا تلاوت و نظم کے بعد درج ذیل احباب نے تقاریر کیں مکرم مبارک احمد صاحب تقوی، مکرم محمد طفیل صاحب مبلغ سلسلہ، مکرم جاوید صاحب معلم، اسکے بعد صدر اجلاس نے دعا کرائی اور جلسہ ختم ہوا۔ (انیس احمد مبلغ تھراج)

دیوبندی اہل حدیث اور وہابیوں کے خلاف جامعہ نظامیہ کے فتویٰ

اہل سنت والجماعت سے خارج اور مسجد میں آنے کی ممانعت

بارگاہ نبوی صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم کی مقبول و معروف دینی دَرس گاہ

جامعہ نظامیہ کے حقیقت افروز فتاویٰ، حیدرآباد دکن آندھراپردیش (الہند)

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ فرقہ غیر مقلدین مسمیٰ بہ عامل بالحدیث یا اہل حدیث سنی مذہب میں داخل ہیں یا خارج؟ سوائے اہل سنت و جماعت کے بہتر (۷۲) فرقوں میں سے کسی فرقہ کا نام سنی ہے یا نہیں؟ فرقہ عامل بالحدیث یعنی وہابیین اپنے سنی ہونے کا جو دعویٰ کرتے ہیں حق ہے یا باطل؟ مذکورہ بالا فرقہ کی بناء کب پڑی؟ مذکورہ بالا فرقہ کو پیدا کے پیشتر جن مسلمانوں نے مساجد بنائی ہیں ان کے ارادے کے موافق یہ فرقہ والے ان مساجد میں نماز پڑھنے کے مستحق ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

صحیحین کی حدیث "علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھا و عضوا علیھا بالنواجذ" سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک مسلمان پر ان سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور ان کے خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا اور اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑنا (تھامے رہنا) واجب و لازم ہے۔ اسی طرح جامع ترمذی کی حدیث صحیح "ان اللّٰہ لا یجمع امتی علیٰ ضلالۃ، و ید اللّٰہ علی الجماعۃ من شذ شذ فی النار" سے ثابت ہے کہ جس مذہب پر امت کا اجماع ہو وہی مذہب حق ہے۔ اور جماعت پر خدا کا ہاتھ ہے۔ اور جو شخص جماعت عامہ سے خارج ہو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ اور ایک حدیث میں "سواد اعظم" کی اتباع کا حکم بھی آیا ہے۔ جبکہ حدیث سابق الذکر سے اتباع سنت اور بعد والی احادیث سے جماعت عامہ یعنی سواد اعظم کے ساتھ رہنے کا حکم ثابت ہے۔ تو اس وقت مذاہب اربعہ (یعنی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، جس پر اجماع امت ہوگیا ہے اور ان میں سے ہر ایک مذہب کے علماء نے ایک دوسرے کی حقانیت پر فتویٰ دیدیا ہے) کے سوائے کوئی اور مذہب حق نہیں ہے۔ اور چونکہ یہی مذاہب سواد اعظم ہیں اس لئے باجماع امت ان کے مجموعہ کا نام "اہل السنۃ و الجماعۃ" رکھا گیا۔

اشباہ و النظائر میں ہے: و ما خالف الائمۃ الاربعۃ مخالف للاجماع و قد صرح فی التحریر ان الاجماع انعقد علیٰ عدم العمل بمذھب مخالف الاربعۃ لانضباط مذاھبھم و کثرۃ اتباعھم۔

تفسیر احمدی میں ہے: قد وقع الاجماع علی ان الاتباع انما یجوز للاربع فلا یجوز الاتباع لمن حدث مجتھدا مخالفا لھم۔ اور دوسری جگہ ہے: و ان نصاف ان انحصار المذاھب فی الاربعۃ و اتباعھم فضل الٰھی و قبولیۃ عند اللّٰہ تعالیٰ، لا مجال فی التوجیھات و الاحالۃ۔

اور حافظ ابن حجر شافعی نے الفتح المبین فی شرح الاربعین میں لکھا ہے: اما فی زماننا فقال ائمتنا لا یجوز تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ الشافعی و مالک و ابی حنیفۃ و احمد رضوان اللّٰہ علیھم اجمعین۔

اور علامہ ابراہیم بن مری سرحی مالکی نے فتوحات وہبیہ میں لکھا ہے: اما فیما بعد ذلک فلا یجوز تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ مالک و ابی حنیفۃ [illegible] و احمد رحمھم اللّٰہ تعالیٰ لان ھؤلاء عرفت قواعد مذاھبھم و استقرت احکامھا و خدمھا تابعوھم و حرروھا فرعا فرعا و حکما حکما۔

فتاویٰ شامی کی جلد ۳ صفحہ ۳۱۹ خوارج کے بیان میں اس طرح صراحت کی گئی ہے کہ ۱۲۳۳ھ میں خارجیوں کا ایک فرقہ ابن عبد الوہاب نجدی کا تابع تھا۔ جس نے اپنے آپ کو حنبلی مذہب کا ظاہر کیا تھا۔ مگر اس کا عقیدہ یہ تھا کہ دنیا میں اس کے سوا کوئی مسلمان نہیں اور اس کے خلاف جتنے اہل مذہب ہیں وہ سب مشرک ہیں۔ چنانچہ وہ اور اس کے متبعین، اہل سنت اور ان کے علماء کو قتل کرنا مباح جانتے تھے۔ اور اسی بنیاد پر انہوں نے صدہا مسلمانوں کی خونریزی کی۔ اور حرمین شریفین پر قابض ہوگئے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان پر فتح دی جس سے ان کی شان و شوکت ٹوٹ گئی اور ان کے شہر ویران ہوگئے۔ کما عبارتہ: و لا یکفی فیھم اعتقادھم کفر من خرجوا علیہ کما وقع فی زماننا فی اتباع ابن عبد الوھاب الذین خرجوا من نجد و تغلبوا علی الحرمین و کانوا ینتحلون مذھب الحنابلۃ لکنھم اعتقدوا انھم ھم المسلمون و ان من خالف اعتقادھم مشرکون۔ و استباحوا بذلک قتل اھل السنۃ و قتل علمائھم، حتی کسر اللّٰہ شوکتھم و خرب بلادھم و ظفر بھم عساکر المسلمین عام ثلاث و ثلاثین و مائتین و الف۔

پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ خارجی فرقہ کے ہیں جو کسی طرح اہل سنت سے نہیں ہوسکتے۔ بلکہ علامہ شامی کے اس جملہ و ظفر بھم عساکر المسلمین سے تو ان کے مسلمان ہونے میں شک کیا ہے۔ پس ایسی حالت میں ان کا اپنے آپ کو سنی کہنا بالکل لغو و باطل ہے۔

شریعت میں اس قسم کے لوگوں کو کہ جن کے مسجد میں داخل ہونے سے فساد پیدا ہوتا ہے اور مسلمانوں کو اذیت پہونچتی ہے مسجد میں آنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ در مختار مطبوعہ مجتبائی کے صفحہ ۱۰۲ میں ہے: و یمنع منہ و کذا کل موذ و لو بلسانہ۔ اور اہل محلہ کو یہ حق دیا گیا ہے کہ جو ان میں سے نہیں ہے اس کو اپنی مسجد میں نماز پڑھنے سے منع کریں۔ جیسا کہ در مختار کے اسی صفحہ میں ہے: بل و لاھل المحلۃ منع من لیس منھم عن الصلاۃ فیہ۔ پس جبکہ یہ فرقہ (غیر مقلد) اہل سنت و جماعت سے خارج ہے اور اعتقادات فاسدہ کی وجہ سے سنیوں کو ان کے مسجد میں آنے سے اذیت ہوتی ہے تو سنیوں کو چاہئے کہ ان کو اپنی مسجد میں داخل ہونے اور نماز پڑھنے سے منع کریں۔ و اللّٰہ اعلم بالصواب۔

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسمیٰ حسین بن عبد اللہ جامع مسجد تعلقہ کامور ضلع نظام آباد کا پیش امام ہے جس کے اعتقادات حسب ذیل ہیں۔ اور شخص مذکور تعلقہ میں نائب قاضی بھی ہے۔ تو اس شخص کے اسلام میں اہل سنت و جماعت کا کیا خیال ہے؟ اور کیا ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں؟ اور کیا اس کو ہماری مساجد و مجالس میں گنے دعا جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا ایسے شخص سے سلام و کلام کے روابط رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور حاکم اسلام کو اس کی نسبت کیا کرنا چاہئے؟

(۱) ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید کی ضرورت نہیں۔ تقلید کرنا بدعت ہے۔ بلکہ جو قول قوی ہو اسی پر عمل کرنا چاہئے۔

(۲) ندائے غیر اللہ جائز نہیں۔ اس لئے "یا رسول اللہ"، "یا محمد" کہنا کفر و شرک ہے۔

(۳) توسل و استعانت و استمداد بالکل ناجائز ہے۔

(۴) مولود شریف پڑھنا بدعت اور ناجائز ہے کیونکہ ایک وقت میں مولود شریف مختلف مقامات میں ہوتا رہتا ہے اور یہ ممکن نہیں کہ آپ کی ایک روح مبارک ان مختلف مقامات میں آسکے۔

(۵) اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو تین طلاق دے تو وہ اس کو پھر رجوع کر سکتا ہے کیونکہ یہ بمنزلہ ایک طلاق کے ہے۔ چنانچہ اسی کی بناء پر شخص مذکور نے بعض مسلمانوں کو اس قسم کا فتویٰ بھی دیدیا اور انہوں نے اپنی عورتوں کو تین طلاق دینے کے بعد واپس بھی کر لیا۔

(۶) بزرگوں کے نام سے جو نیاز کی جاتی ہے اور کھانا پکایا جاتا ہے اس کے کھانے سے نجاست کھانا اچھا ہے۔

(۷) مسجد میں ایک طغرا لگا ہوا تھا جس میں یہ لکھا ہوا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، اللہ، محمد، علی، چاریار، حسن، حسین۔ شخص مذکور نے اس طغرے کو چاک کردیا اور یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ساتھ اس کا رکھنا شرک ہے۔

(۸) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آئے اور چلے گئے۔ اب منجملہ مُردوں کے وہ بھی ایک مُردہ ہیں اور مردے اپنی قبر کا غلاف تک درست نہیں کر سکتے اور وہ اپنی ذات کو نفع نہیں پہنچا سکتے ہیں تو زندوں کو توسل سے کیا نفع پہنچا سکتے ہیں؟

(۹) شخص مذکور اور اس کا مرشد مولوی عباس دواتی کبھی کبھی دورہ کرتے ہوئے اکثر مسلمانان تعلقہ مذکورہ کو اپنے اعتقادات کی تعلیم بھی دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم حق پر ہیں تم ہماری اتباع کرو۔ اور توسل و استمداد و تقلید ائمہ سے بچو کیونکہ یہ جائز نہیں؟!

الجواب

جو لوگ ائمہ اربعہ کی تقلید کے منکر ہیں اور تقلید کو بدعت جانتے ہیں۔ اور توسل و استغاثہ و استمداد بزرگان کو ناجائز و نذر و نیاز کے کھانے کو نجس جانتے ہیں۔ اور ندائے غیر اللہ مثلاً "یا رسول اللہ" و "یا محمد" کو شرک و کفر کہتے ہیں ایسے لوگ اہل سنت و جماعت سے خارج اور متبعین محمد بن عبد الوہاب نجدی ہیں۔ اہل سنت ان کو "غیر مقلدین" و "وہابیہ" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اور ان کا مذہب باطل ہونے کے سبب اہل سنت کے پاس نماز و غیر نماز میں ان کی اقتداء و اتباع درست نہیں۔ پس اہل سنت کو چاہئے کہ ایسے اشخاص کو اپنی مساجد سے خارج اور آنے سے منع کریں اور ان کے ساتھ میل جول نہ کریں کیونکہ ان کی ملاقات سے عقائد میں فرق آنے کا اندیشہ ہے۔ تفسیر احمدی میں ہے: قد وقع الاجماع علی ان الاتباع انما یجوز للاربع فلا یجوز الاتباع لمن حدث مجتھدا مخالفا لھم۔ اشباہ و النظائر میں ہے: و من خالف الائمۃ الاربعۃ مخالف للاجماع و قد صرح فی التحریر ان الاجماع انعقد علی عدم العمل لمذھب مخالف الاربعۃ لانضباط مذاھبھم و کثرۃ اتباعھم۔ در مختار مطبوعہ مجتبائی کے صفحہ ۱۰۲ میں ہے: و یمنع منہ و کذا کل موذ و لو بلسانہ۔ اسی صفحہ میں ہے: و بل و لاھل المحلۃ منع من لیس منھم عن الصلاۃ فی المسجد۔ و اللّٰہ اعلم بالصواب۔

محمد رکن الدین عفی عنہ

اس کم علمی اور کج فہمی اور گمراہی کے دور میں نئی اسرائیل اور نصرانیوں کی مجرمانہ سازشوں کی وجہ جو نئی نئی جماعتیں اسلام کے نام سے عالم وجود میں آئی ہیں۔ یہ تمام گمراہ فرقے اہل ایمان کو ارتداد کی دعوت دے رہے ہیں۔ ایسے میں فرزندان توحید کی خدمت میں فتاویٰ نظامیہ سے دو فتووں کا عکس پیش کیا جارہا ہے۔ اَللّٰھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین . آمین

پیش کردہ: خادم قوم و ملت عالم باللہ

آل محمد السید خواجہ معین الدین حسن مدنی افتخاری حنفی الجعفری عفی عنہ

متولی جامع مسجد چشتی چمن، حیدرآباد دکن آندھراپردیش۔ ۵۰۰۰۰۶

فون نمبرات: 4801294 - 6577835 موبائیل نمبر: 98490, 20112

تاریخ: ۲۳ر دسمبر ۲۰۰۰ء مطابق ۲۶ر رمضان المبارک ۱۴۲۱ ہجری نبوی

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Tel Fax (0091) 01872-20757
Tel Fax (0091) 01872-21702

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)
Vol - 50 Thursday, 27th September 2001 Issue No: 39

ملینئم کے پہلے جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کیلئے احباب جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کو خصوصی تحریک

جیسا کہ اخبار بدر کے مسلسل اعلان سے احباب کو علم ہو چکا ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اس سال جلسہ سالانہ قادیان ۱۰-۹-۸ر نومبر ۲۰۰۱ء کی تاریخوں میں منعقد ہو رہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

چونکہ یہ نیو ملینئم (New Millennium) کا پہلا جلسہ ہے اور موسم کے لحاظ سے بھی گرم علاقوں کے احباب کیلئے نومبر کا پہلا عشرہ موزوں رہتا ہے اسلئے میں ہندوستان کی پرانی جماعتوں کے احمدی احباب، مَرد و زن کو خصوصی تحریک کرتا ہوں کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہو کر اِس جلسہ کی روحانی برکات سے استفادہ کریں۔

ملینئم کے اِس پہلے تاریخی جلسہ کیلئے پچاس ہزار افراد کی حاضری کا ٹارگٹ رکھا گیا ہے۔ چونکہ اب وقت کم رہ گیا ہے اسلئے احباب ریزرویشن کروا کے اس بابرکت سفر کی تیاری شروع کر دیں اور دُعا بھی کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اِس جلسہ کو ہر جہت سے کامیاب اور بابرکت فرمائے۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

تحریک مسجد مارڈن (یوکے)

سرزمین یورپ میں ایک عالیشان مسجد اور اس سے ملحق احمدیہ کالونی کی تعمیر کے وسیع تر منصوبہ کی تکمیل کیلئے سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت تحریک ''مسجد مارڈن یوکے'' پر دنیا بھر کی جماعتوں کے دوش بدوش ہندوستان کی جماعتوں نے بھی بفضلہٖ تعالیٰ والہانہ لبیک کہا ہے جس کے نتیجہ میں نظارت ہذا کو اب تک -/24,42,137 روپے کے وعدوں اور -/7,73,744 روپے کی وصولی کی خوش کن رپورٹیں موصول ہو چکی ہیں۔ جبکہ اکثر جماعتوں کی طرف سے بغیر کسی وعدہ کے ادائیگی ہو رہی ہے۔ اللھم زد فزد۔ جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس تحریک کیلئے وعدہ جات کی ادائیگیوں کی مدت دو سال مقرر فرمائی ہے جس میں سے اب چھ ماہ گزر چکے ہیں اندریں حالات جملہ عہدیداران جماعت اور مبلغین و معلمین کرام سے گزارش ہے کہ:۔

☆۔ اگر آپ نے اس بابرکت تحریک میں اپنی جماعت کے انفرادی وعدوں کی فہرست نظارت ہذا کو اب تک نہیں بھجوائی تو براہ مہربانی یہ فہرست جلد تر مرتب کر کے ارسال کریں۔

☆۔ اگر آپ یہ فہرست بھجوا چکے ہیں تو مقررہ مدت (ختم ماہ جنوری ۲۰۰۳) سے پہلے پہلے ان وعدوں کی صدفی صد وصولی کے سلسلہ میں بھرپور کوشش کریں تا آپ کی جماعت کا نام بھی صدفی صد ادائیگی کرنے والی جماعتوں کی فہرست میں شامل ہو کر بغرض حصول دُعا پیارے آقا کی خدمت میں پیش ہو سکے۔

☆۔ اگر آپ کو ادائیگی کے تعلق سے نظارت کے مہیا کردہ اعداد و شمار میں کوئی کمی بیشی دکھائی دے تو براہ مہربانی کوپن خزانہ کے حوالہ سے اپنی مرسلہ رقوم کی تفصیل نظارت ہذا کو بھجوائیں تا اس کی روشنی میں دفتری ریکارڈ میں درستی کی جا سکے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی تائید و نصرت فرمائے اور جملہ ادائیگی کنندگان کو اپنے بے پایاں فضلوں رحمتوں اور برکتوں سے نوازے۔ آمین۔ (ناظر بیت المال آمد قادیان)

مساجد کی تصاویر کے بارہ میں ضروری اعلان

صوبہ کیرلہ کی چند مساجد کی تصاویر اخبار بدر میں شائع کروائی گئی ہیں لیکن رنگین فوٹو ہونے کی وجہ سے تصاویر صاف نہیں شائع ہو سکیں۔ تمام صوبائی امراء کرام اور نگران صاحبان سے درخواست ہے کہ خلافت رابعہ کے بابرکت دور میں تعمیر ہونے والی مساجد کی بلیک اینڈ وائٹ تصاویر پوسٹ کارڈ سائز کی جلد نظارت ہذا میں بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ آئندہ کوئی رنگین تصویر شائع نہیں ہو سکے گی۔

(ناظر اصلاح و ارشاد قادیان)

یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی

جمعۃ المبارک ۷ر ستمبر ۲۰۰۱ء سے ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی نشریات

برطانیہ کی سکائی ڈیجیٹل سیٹلائٹ سروس پر

(لندن ۷ر ستمبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ کے دوران احباب جماعت عالمگیر کو یہ نہایت ہی مبارک اور پر مسرت نوید سنائی کہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) کی نشریات آج جمعۃ المبارک ۷ر ستمبر ۲۰۰۱ء سے برطانیہ کی معروف اور مقبول ترین سیٹلائٹ سروس Sky Digital پر شروع ہو گئی ہیں۔ الحمد للہ۔

حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے امریکہ میں ۱۹۹۶ء سے ہی ایم ٹی اے کی ڈیجیٹل نشریات جاری ہیں جبکہ گزشتہ سال سے یورپ اور ساؤتھ پیسفک کے ممالک کے لئے بھی ڈیجیٹل سروس شروع کی جا چکی ہے۔ اور اب ایشیا، آسٹریلیا اور افریقہ کے ممالک کے لئے یہ نشریات شروع کی گئی ہیں۔ الحمد للہ کہ اس طرح اب پانچوں براعظموں تک MTA کی ڈیجیٹل نشریات پہنچ رہی ہیں۔

یاد رہے کہ آج سے ستائیس برس قبل سات ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے ایک ظالمانہ فیصلہ کے ذریعہ جماعت احمدیہ کو قانونی اور آئینی اغراض سے ناٹ مسلم قرار دیا تھا۔ وہ اسمبلی کس بد انجام کو پہنچی اور اس وقت سے اب تک ملک کے اس اہم ترین ادارہ کو کن کن ذلتوں کا سامنا کرنا پڑا اور اس وقت کا حکمران کس طرح ذلیل و خوار ہو کر عبرت کا ایک نشان بنا، یہ ایک الگ داستان ہے۔ لیکن اس کے برعکس جماعت احمدیہ عالمگیر کو اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ صبر و استقامت اور قربانی و ایثار کی لازوال مثالیں قائم کرتے ہوئے اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے نئی سے نئی منزلیں طے کرتے چلے جانے کی توفیق اور سعادت مل رہی ہے۔ اس پس منظر میں سات ستمبر (۲۰۰۱ء) کا دن عالمگیر اشاعت اسلام کی آسمانی مہم میں ایک تاریخی دن اور انقلابی سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

مکرم سید نصیر احمد شاہ صاحب چیئرمین ایم ٹی اے انٹرنیشنل نے بتایا ہے کہ برطانیہ کی سکائی ڈیجیٹل سروس پر ''مسلم ٹیلی ویژن'' کے نام سے یہ پہلا ٹیلی ویژن چینل ہے اور ہر وہ شخص جس کے پاس سکائی ڈیجیٹل کی سروس موجود ہے وہ چینل نمبر ۶۷۵ پر ایم ٹی اے کی نشریات ملاحظہ کر سکے گا۔ اس کے ناظرین کی تعداد کا اندازہ ساٹھ لاکھ سے ایک کروڑ تک کا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایم ٹی اے کے سفر کی یہ نئی منزل بھی بیحد مبارک فرمائے اور اس کے ذریعہ سے بھی بکثرت لوگوں کو حقیقی اسلام کی معرفت حاصل ہو۔

From your Sky Digital remote tune into Channel No.675 and watch M.T.A. International

For further Information :

Fax: 44 + (020) 8870 0684

مجلس مشاورت بھارت کے بارہ میں ضروری اعلان

اخبار بدر کے مسلسل اعلان سے جماعتوں کو اطلاع مل چکی ہے کہ انشاء اللہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی تیرھویں مجلس شوریٰ مورخہ 11 نومبر 2001 کو منعقد ہوگی۔ امراء و صدر صاحبان سے گزارش ہے کہ اس شوریٰ کیلئے منتخب نمائندوں کی فہرست اور تجاویز جو مجلس عاملہ کے مشورہ سے پاس ہو چکی ہوں شوریٰ میں پیش کرنے کیلئے 10 اکتوبر 2001 سے پہلے پہلے خاکسار کو بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ اس سلسلہ میں تمام اُمراء کرام و صدر صاحبان کو ماہ اگست کے شروع میں سرکلر بھی بھجوایا جا چکا ہے۔

(محمد انعام غوری سیکرٹری مشاورت بھارت)